لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن الحکیم

6661

MAULANA AZAD NATIONAL URDU UNIVERSITY LIBRARY
مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی لائبریری حیدرآباد
HYDERABAD

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ١٤ — جلد ١

کلکتہ: چہار شنبہ ٤ ذیقعدہ ١٣٣٠ ہجری
Calcutta: Wednesday, the 16th October, 1912.

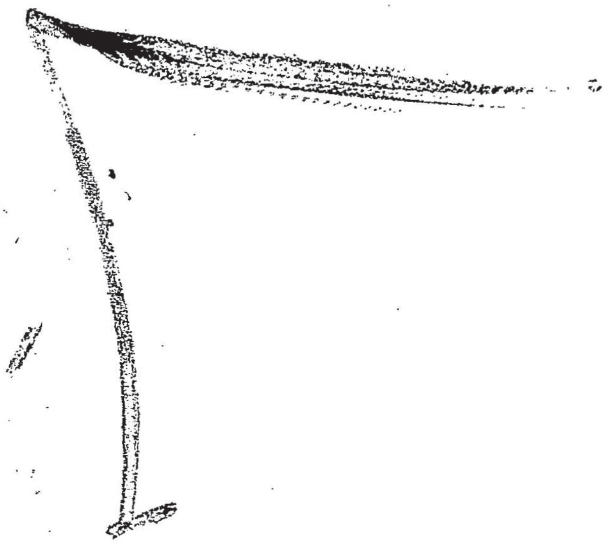

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ – ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱٤ | کلکتہ : چہارشنبہ ٤ ذیقعدہ ۱۳۳۰ ہجری | جلد ۱

Calcutta : Wednesday, 16 October, 1912.

فہرس

شذرات

من انصاري الی الله ؟ ۳

مقالۂ افتتاحیه

القسطاس المستقیم (۲) ۵

مقالات

ازادي راے نمبر (۱) ۸

پین اسلام ازم اور پروفیسر ویمبرے ۱۱

مذاکرۂ علمیه (اسئلة و اجوبتها)

اسلامي دار العلوم اور مسئله العاق ۱۲

حدیث " اتقوا من فراسة المومن " ۲۱

حکم منکرین قانون توریث ۱۳

ناموران غزوۂ طرابلس

ایک پانزده ساله مجاهد شهید ۱۳

کارزار طرابلس

طرابلس میں اتالین هوائي جهاز ۱٤

جنگ ترکي و یورپ

تصاویر

مقدونیا کے فوجي افسر (صفحۂ خاص)

ایک پانزده ساله مجاهد شهید ۱۳

طرابلس میں اتالین هوائي جهاز ۱۵

طرابلس میں ناکام اتالین ریلوے لائن ۱٦

روزانه اور هفته وار الهلال ' نیز ماهوار رسالے کیلیے هر شهر میں ایجنٹوں کي ضرورت هے - شرائط نهایت نفع بخش اور آسان هونگے - درخواستیں جلد آنا چاهئیں -

رعایت

جب طلبا کي رعایت مجبوراً بند کردي گئي هے ' تو آپ رعایتي قیمت کیلیے خط لکھنے کي زحمت کیوں گوارا فرماتے هیں ؟

ضروري اطلاع

" الهلال " کے خریداروں کو اطلاع دي جاتي هے که وه اپنے خط وکتابت میں ضرور خریداري کا نمبر جو چٹ پر لکھا هوتا هے اپنے نام کے ساتھه لکھدیا کریں - ورنه دفتر تعمیل جواب سے معذور سمجھا جاے -

نام کے ساتھه " الهلال " کا رجسٹرڈ نمبر (C. — 644) هرگز نه لکھا جاے - کیونکه یه خریداري کا نمبر نهیں هے -

الهلال کي توسیع اشاعت

— * —

ایک بزرگ دوست ' جو اپنا نام ظاهر نهیں کرنا چاهتے ۱۵

دهلي کے وهي بزرگ ' جنکا نام خود همیں معلوم نهیں - مکرر ۵

جناب مولانا سید شاه برهان الدین صاحب حسیني رفاعي قادري سجاده نشین درگاه حضرت مشکل آسان ۵

جناب مسٹر اظهر علي صاحب ازاد ایم - ار - ایس تحصیل دار خلیل آباد - ضلع بستي - ۵

جناب مولوي عنایت الله خاں صاحب انسپکٹر کو اپریٹو سوسائٹي (گوجرانواله) ۵

جناب مسٹر ظفر حسن صاحب علوي سفیر علي گڈه کانفرس ۵

جناب مسٹر محمد یوسف بهائي میاں صاحب رئیس رنگون ۵

جناب محمد صدیق صاحب محمڈن پریس (مانڈلے) ۵

جناب مولوي برکت علي صاحب بي - اے (لاهور) ۵

جناب مسٹر ام - اے - ذرا (بهاگلپور) ۵

جناب مولانا محمد مبارک کریم صاحب مدرس اعلی مدرسه اسلامیه (پٹنه) ۳

جناب مولوي محمد کامل صاحب (شاهپور) ۳

شذرات

مسلمانوں کا سچا لیڈر کون هوسکتا هے ؟

ایک لطف فرما اپنے عنایت نامے میں تحریر فرماتے هیں

" اپنے اب تک مسلمانوں کی گذشته مذهبی و سیاسی گمراهی کی نسبت جو کچهه لکھا هے ، اور آئنده کے لیے جو کچهه لکهه رهے هیں ، اسکا حرف حرف صداقت اور حقانیت هے - علی الخصوص اپنے " الهلال کی پولیٹکل تعلیم " کے عنوان سے جو ارٹکل لکھا هے ، اور اسمیں تعلیم قرانی کی بنا پر ایک پولیٹکل پالیسی تجویز فرمائی هے ، وه تو آپ کا قوم پر ایک ایسا احسان عظیم هے ، جسکی توفیق آجتک کسی کو نہیں ملی تهی - لیکن سوال یه هے که کوئی پالیسی خواه کتنی هی اعلی درجه کی اور ازادانه هو ، مگر جب تک اسکو قائم رکھنے والے لیڈر نه هوں اُس وقت تک کچهه نہیں هوسکتا - پس اب مقدم بات یه هے که آپ یه بهی بتلا دیں که اب قوم کس کو اپنا لیڈر بنائے ؟ اور قوم کا سچا لیڈر کون هے ؟ "

اسکا تفصیلی جواب تو انشاء الله آئنده نمبر میں دینگے ، کیونکه یه نمبر پورا هو چکا اور مسئله تفصیل طلب ، تاهم مختصر گذارش یه هے که همارے عقیدے میں مسلمانوں کا دائمی اور حقیقی لیڈر تو صرف ایک هی هے ، اور وه قران حکیم هے ، و کل شی احصیناه فی امام مبین (۳۶ - ۱۲) دینی اور دنیوی ، دونوں قسم کے اعمال کے لیے یهی ایک الهی امام هے ، پس مسلمانوں کو کسی لیڈر کی تو ضرورت نہیں هے ، البته ایسے نفوس قدسیه کی ضرورت هے ، جو اس لیڈر کے نائب هوسکیں ، اور اسکی تعلیمات پر قوم کو چلا سکیں -

ورثهٔ امامت کی جدید تقسیم

بد بختی سے مسلمانوں نے دین اور دنیا میں تفریق و امتیاز کا ایک خط کهینچ دیا ، اور مسلمانوں نے نہیں ، بلکه کہنا چاهیے که اسلام کے قدیمی دشمن شیطان رجیم نے اس تفریق کی بنیاد ڈالدی ، وان الشیطان للانسان عدو مبین - اس کا نتیجه یه نکلا که خدا کی قائم کی هوئی وحدت کو مٹاکر ایک انسانی تقسیم کے ذریعه دو جماعت لیڈروں کی مقرر کردی گئی - نماز اور روزے کے مسائل تو باسم دین علماے دین کے سپرد کردیے گئے که فتوا نویسی کے قلم و سیاهی پر قناعت کرلیں ، باقی تمام اعمال زندگی کی اصلاح و فلاح کو باسم دنیا نئے لیڈروں نے اپنے قبضے میں لے لیا ، که ان رموز جدیده اور مقتضیات حاضره کی مسجد نشینوں کو کیا خبر ؟ یه تقسیم ایسی هی تقسیم تهی ، جیسی ایک ایرانی شاعر نے اپنے آبائی ترکے کے اسہام (حصص) مقرر کرتے هوے کی تهی :

از فرش خانه تا به لب بام ازان من
وز صحن خانه تابه ثریا ازان تو !

مگر فی الحقیقت اسلام کے نزدیک ایسی تفریق کم از کفر نہیں ، اسکی دنیا دین سے الگ نہیں ، بلکه دین ، دنیا هی کا عملی نام هے - پس مسلمانوں کے دینی معاملات هوں خواه دنیوی ، انکے قدرتی لیڈر صرف دینی پیشوا یعنے علما هی هوسکتے تهے اور تاریخ شاهد هے که همیشه علما هی رهے -

تاهم بدبختی پر بد بختی یه هے که همارے علما نے بهی دنیا کی طرف سے آنکهیں بند کرلیں ، اور جس مسند پر انکو خدا و رسول نے بٹھایا تها ، اسکی اهلیت کی تحصیل سے بے پروا هوکر نا اهلوں کیلیے چهوڑدی ، ایسی حالت میں اگر دوسرے قبضه نه کرلیتے تو کیا کرتے ؟

تن همه داغدار شد ، پنبه کجا کجا نهم ؟

انهوں نے بهی اپنا منصب صرف اتنا هی سمجهه لیا که

رموز مملکت خویش خسروان دانند
گداے گوشه نشینی تو حافظا مخروش

یقیناً اس سوال کا پیدا هونا قدرتی هے که موجوده تغیرات حالات کے بعد اب مسلمانوں کا لیڈر ، یا همارے اعتقاد کے مطابق امام مبین کا نائب کون شخص هو ؟ سچ یه هے که اسکے جواب میں بہت سی مایوسیاں مضمر هیں ، اور چونکه هم کو دونوں جماعتوں کی خبر هے اور دونوں کے رنگ دیکهه چکے هیں ، اسلیے هماری مایوسیاں عام نظروں کی مایوسیوں سے زیاده درد افزا هیں :

رها هوں رند بهی میں ، اور پارسا بهی میں
میری نظر میں هیں رندان و پارسا ایک ایک

تا هم الله کی زمین اسکے بندوں سے خالی نہیں ، اور اسلام پر اسکی نصرت فرمائیوں کی ایک بہت بڑی نعمت یه بهی هے ، که وه عین وقت پر اپنی قدرت کامله سے ایسے بندوں کو بهیج دیتا هے ، جو اسکے کلمه حق کی حفاظت ، اور ملت مرحومه کی هدایت کا وسیله بن جاتے هیں - پس هم کو سچے دل سے اسکا یقین هے که خدا تعالی اسکا ضرور سامان کردیگا - اور کسی فرشتهٔ غیبی کو بهیج دیگا - لیکن مسلمانوں کے لیے اسکے انتظار میں معطل هوکر بیٹهنا ضروری نہیں ، انکے لیے راه صاف هے ، اور جو کچهه کرنا هے ، وه کسی لیڈر کی ماتحتی هی پر موقوف نہیں -

بحالت موجوده

اگر هم سے پوچها جاے که جب کوئی ایسا جامع الاوصاف شخص سامنے نظر نہیں آتا ، تو معیار انتخاب کو کسی قدر هلکا کرکے کیسے شخص کو ڈهونڈهنا چاهیے ؟ تو هم کچهه هرج نہیں سمجهتے که مندرجهٔ ذیل شرائط کو کسی شخص میں جمع دیکهکر ، اسی سے سردست کام لیا جاے ، اور پولیٹکل امور میں اسکی رهنمائی منظور کرلی جاے ، خواه وه موجوده سر براورده اصحاب میں سے هو ، یا کوئی نیا شخص :

(۱) مسلمان هو ، نه صرف ادعاء ، بلکه اعتقاداً و عملاً - اور در اصل یهی ایک شرط سب باتونکے لیے کافی هے -

(۲) اگر علوم دینیه کا متورع عالم نهو (کیونکه همارے اعتقاد میں جو شخص علوم و اداب اسلامی کا ماهر نہیں هے ، وه اُس ملت کا پیشوا کیونکر هو سکتا هے جسکی هستی اسلام سے وابسته هے) تو کم از کم اتنا تو هو که مذهب اور مذهبی تعلیم سے بے خبر نهو ، اور شخصی صحبت کا صحبت یافته هو -

(۳) انگریزی زبان میں قوت تحریر و تقریر رکهتا هو ، کیونکه موجوده عهد میں بغیر اس کے ایک شخص گورنمنٹ اور رعایا کے درمیان ترجمان نہیں هوسکتا -

(۴) اسطرح کے تمام علائق و تعلقات سے ازاد هو ، جنکے تحفظ کا خیال اسکو کسی حالت میں بهی رسم و رواج ، سوسائٹی ، خاندان ، یا گورنمنٹ کے دباؤ سے مرعوب کرسکے -

هم نے بے غرضی ، ازادی ، حق گوئی ، دلیری ، اور عدم خوف لومة لائم وغیره کی اسلیے کوئی دفعه قرار نه دی ، که یه تمام اوصاف پہلی شرط میں آگئے - جو شخص مسلمان هوگا ، ضرور هے که وه بے غرض هو ، راه الهی میں حب حیات و مال ، اور الفت اولاد و عیال کی زنجیروں سے ازاد هو ، غلام و مستبد نهو ، اور عبادت الهی کی محراب کے سوا زمین کے کسی اونچے سے اونچے ٹکڑے پر بهی اسکا سر نه جهکے -

اگر پوچها جاے که موجوده لیڈروں میں کوئی شخص ایسا بهی هے ؟ تو بظاهر حالات جواب نفی میں هے ، اور اگر پوچها جاے که ایک دو شرطوں کے الگ کردینے کے بعد کوئی شخص نظر آتا هے ؟ تو جواب هے که هاں صرف ایک ، یعنے (نواب وقار الملک) - ان میں صرف دو شرطوں کی کمی هے - انگریزی سے نا بلد هیں ، اور علائق سے بکلی ازاد نہیں - تاهم اگر کوئی هے تو وهی هیں - افسوس که اب انکا وقت خانه نشینی اور سکون و راحت کا هے - نه که محنت و جدوجهد کا

احباب

کی رائیں الهلال کی پالیسی کے متعلق بکثرت آچکی هیں اور آرهی هیں - هم نے گذشته اشاعت کے ساتهه بطور ضمیمه کے چار صفحے دیے تهے ، کیونکه اصل رسالے کے صفحات کو اُسے سے روک دینا همیں اچها معلوم نہیں هوا - یه سلسله انشاء الله برابر جاری رهےگا ، اس هفتے کے لیے بهی چار صفحے کمپوز کیے هوے پچهلے هفتے سے پڑے هیں اور اگر آخری فرمے کے چهپ جانے کے بعد وقت نکلا تو چهاپ کر لگا دیے جائیں گے ورنه آینده هفتے پر انکی اشاعت ملتوی هو جاےگی -

اگر بعض حضرات نے اب تک رائیں نہیں بهیجی هیں ، تو بہتر هے که موافق مخالف جو کچهه راے هو ، جلد بهیجکر ممنون فرمائیں -

عن انصاري الى الله ؟؟

— * —

ملک کے قدیم و جدید تعلیم یافتہ اصحاب کی خدمت میں ایک التماس

— * —

الہلال نمبر (۱۲) کے پہلے صفحہ پر ایک اعلان شائع کیا گیا تھا اسکی نسبت متعدد درخواستیں آچکی ہیں، لیکن ضرورت دیکھتا ہوں کہ ایک مرتبہ تفصیلی طور پر اپنے مقصد دلی کو ظاہر کردوں :—

(۱) شخصی کاموں پر مشترک اور جماعتی کاموں کی ترجیح اور تفوق ظاہر ہے - آج دنیا میں تمام بڑے بڑے کام انجمنوں اور کمپنیوں کی صورت میں انجام دیے جاتے ہیں - لیکن تجربہ شاہد ہے کہ مسلمانوں کو ابتک یہ اصلی طریق عمل راس نہ آیا - اس وقت تک علمی اور قومی خدمات کے لیے جسقدر انجمنیں قائم ہوئیں، تجارتی کاموں کے لیے جسقدر کمپنیاں بنائی گئیں، سب کا نتیجہ یا تو شکست کار اور برہمیے صحبت نکلا، یا گو کسی نہ کسی طرح قائم رکھی گئیں، لیکن انکا وجود، عدم سے زیادہ مفید نہ ہوا - فی الحقیقت یہ ہماری ایک سخت بدبختی، اور اہم کاموں کے آغاز میں ایک سخت روک ہے، لیکن کیا کیجیے کہ بدقسمتی سے ہے، اور اس سے انکار کرنا نہایت خوش آیند تھا، لیکن نہیں کیا جا سکتا -

(۲) پس اس بنا پر ایک عرصے سے اس عاجز کا یہ خیال ہے کہ بڑے بڑے ارادوں کو ترک کر کے سر دست صرف یہ کرنا چاہیے، کہ ہر شخص اپنے مقدور اور امکان کے مطابق اپنے لیے ایک دائرۂ عمل بنالے، اور جس قدر شخصی طور پر کر سکتا ہے، بغیر اور لوگوں کے وقت اور مال کی ذمہ داری اپنے سر لیے، کرنے کے لیے مستعد ہو جائے - اپنا معاملہ خدا سے رکھے، اور اپنی نیتوں کو درست رکھنے کیلیے نفس سے برسر پیکار ہو جائے - عجب نہیں کہ اشخاص کی سعی جماعت اور قوم کیلیے مجموعی طور پر جماعتی کاموں سے زیادہ مفید ہو جائے، اور در حقیقت دنیا میں تمام بڑے بڑے کام شخصوں ہی نے کیے ہیں، جماعتوں نے نہیں کیے ہیں -

(۳) جس کام کو میں نے شروع کیا ہے، یہ اسی خیال کی عملی صورت ہے - میرے پاس دولت نہیں ہے، اور تندرستی و جمعیۃ اور طول عمر کیلیے کوئی ذریعۂ علم بھی نہیں - نہیں جانتا کہ کل کیا ہو؟ تاہم اعتماد اللہ پر، تھوڑی سی امید اپنی نیت سے - اور یہ وعدۂ الہی ہر وقت پیش نظر ہے کہ : انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر و انثی [میں کسی کام کرنے والے کے کام کو ضائع نہیں کرتا - ۳ : ۱۹۳]

(۴) انسان کے قلب و دماغ پر بہت سی باتیں ایسی گذرتی ہیں، جنکو وہ مرئیات و حسیات مادیہ کی طرح دیکھتا اور محسوس کرتا ہے، مگر اسکو دلائل سے ثابت نہیں کر سکتا - میں دیکھتا ہوں کہ دنیا میں خلوص و صداقت اور سچا توکل ایک ایسی طاقت ہے، جو کبھی ضائع اور برباد نہیں ہوتی، گو اسکے لیے میں کوئی دلیل حسی پیش نہ کرسکوں مگر میرا دلی اذعان اسکو ایک قانون الہی کی صورت میں دیکھتا ہے، اور اسپر اس سے کم یقین نہیں رکھتا، جسقدر آپ کو آگ کے جلانے اور پانی کے ڈبانے پر ہے - ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا - کہہ نہیں سکتا کہ جس دن سے میرا دل اپنی نیت اور مقاصد کے متعلق مطمئن ہوگیا ہے، اُس دن سے کیسی لازوال قوت اور کیسی مغلوب نہونے والی طاقت بخشنے والے نے مجھکو بخش دی ہے ؟ البتہ مضطرب ہوں کہ میری نیتوں کو رب کریم آزمایشوں میں پڑنے کے بعد پاک و صاف رکھنے کی توفیق عطا فرمائے -

(۵) ناظرین کو یاد ہوگا کہ الہلال کی پہلی اشاعت میں اس عاجز نے لکھا تھا :

" الہلال " کی اشاعت ہمارے قدیمی ارادوں کے سفر کا آغاز ہے، اور فضل الہی سے امید ہے کہ اب بہت جلد اپنے ارادے کے اعمال مہمہ میں مصروف ہو سکیں گے، ایک اردو ہفتہ وار رسالے کی اشاعت کے لیے برقی طاقت سے چلنے والی مشینوں کی ضرورت نہ تھی، اور نہ کسی وسیع پریس کے متعلقات و آلات کی - اور نہ ایک اردو کا ہفتہ وار اخبار ملک کی موجودہ حالت کے لحاظ سے اتنی حیثیت پیدا کر سکتا ہے کہ کسی بڑے پریس کو اپنے اعتماد پر قائم رکھہ سکے پھر وہ خواہ کتنے ہی وسیع پیمانے پر جاری کیا جائے، لیکن کوئی ایسا مقصد زندگی نہیں ہو سکتا جسکا انتظار شب ہائے امید کی بے چینیوں، اور روز ہائے تلاش کے اضطراب کا حقدار ہو - خدا کے بخشے ہوئے دل و دماغ کی یہ ناقدری و تحقیر ہے، اگر اسکے مقاصد کا سدرۃ المنتہی اس سے زیادہ بلند نہو سکے - پس یہ جو کچھہ کیا جا رہا ہے، در حقیقت چند عزائم عظیمہ ہیں، جنکی طرف بتدریج متوجہ ہونا ہے، اور میں نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا !: وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ، ان اللہ کان علیماً حکیماً -

پہلے نمبر کی اشاعت کو تین ماہ سے زیادہ زمانہ گذر گیا، بعض احباب نے تفصیلی طور پر اُن ارادوں کو دریافت بھی فرمایا، مگر اس عاجز نے ایک حرف بھی کہنا پسند نہیں کیا - کیونکہ نہیں چاہتا تھا کہ ان کاموں کی عملی صورت کے شکل پذیر ہونے سے پہلے محض منصوبوں اور خیالوں کا اعلان کردوں - اعلان کے لیے صحیح آواز عمل کی ہے، نہ کہ دعوے کی -

(۶) الحمد للہ کہ توفیق الہی کی اعانت سے اب وقت آگیا ہے کہ اُن کاموں کی طرف بہ ترتیب و بہ تدریج متوجہ ہوں - وہ کام کون کون سے ہیں ؟ انکی تفصیل کیا ہے ؟ اغراض و مقاصد اور طریق عمل کیا ہوگا ؟ ان امور کی نسبت انشاء اللہ رفتہ رفتہ الہلال میں عرض حال کرونگا - لیکن مختصر لفظوں میں اگر اشارہ کرنا چاہوں تو عرض کرسکتا ہوں کہ " اپنے مکان اور مقدور کے مطابق احیاء دعوت الہی اور خدمت علم و دیانۃ کیلیے ایک باقاعدہ اور منظم (دار الدعوۃ) کا قیام " والسعی منی والاتمام من اللہ تعالی -

(۷) لیکن اسکے ساتھہ ہی جب اپنی حالت کی طرف نظر ڈالتا ہوں تو علاوہ اُن تمام مشکلات کے (جو ہر ایسے کام کیلیے ناگزیر ہیں) خود اپنی طرف سے بھی حسب حالات ظاہری مطمئن نہیں ہوسکتا - اپنے پیچ در پیچ ہموم و غموم اور اسباب اختلال سکون و دل جمعی کے سوا اپنی صحت کی نسبت بھی دائم المرضی کا فیصلہ کرچکا ہوں - اور اب ایک نئی شکایت اختلاج قلب اور نزف دم

نی بھی پیدا ھوگئی ھے - علم اللہ کو ھے ' لیکن بہ حسب اسباب ظاهری شاید زیادہ دنوں تک اپنے کاموں کو جاری نہ رکھہ سکوں گا -

(۴) ایسی حالت میں مقدم تر امر یہ ھے کہ کچھہ لوگ ایسے پیدا کیے جائیں ' جو ایک مخصوص صحبت قائم کرلیں ' اور پھر ان تمام کاموں کو (جنمیں سے اکثر کو الحمد للہ شروع کردیا گیا ھے) بطور خود جاری رکھہ سکیں - تاکہ تمام ارادے صرف ایک شخص کی حیات و ممات پر موقوف نہ رھیں اور ایک خاص رنگ اور قابلیت کی جماعت قوم میں پیدا ھو جاے -

( ) پس آج میں آواز بلند کرتا ھوں کہ " من انصاری الی اللہ " ؟ کوئی ھے جو راہ الہی میں میرا مددگار ھو ؟ کوئی ھے جو اپنے چند اغراض و منافع قربانی کی خدمت ملت اور اعلاے کلمہ حق کی خاطر گوارا کرلے ؟ اور پھر کوئی ھے جو ایک شکستہ دل ' اور ایک اشکبار چشم کی فریاد پر لبیک کہے ؟ میں یہ نہیں چاھتا کہ لوگ اپنی قابلیت اور زندگی کو بغیر کسی معاوضے کے میری معیت میں صرف کردیں ' اسکا طلبگار نہیں ھوں کہ اپنی دنیوی امیدوں اور توقعات کو خدمت ملت کی راہ میں بالکل قربان کردیں - میں ان لوگوں میں نہیں ھوں جو خود کسی طرح کا معاش کی طرف سے اطمینان حاصل کر کے ھر شخص کو الزام دیتے ھیں کہ وہ بھی انکی طرح اهل و عیال کی فکر سے بے فکر ھوکر کیوں نہیں ایثار کرتا ؟ میں جانتا ھوں کہ ضروریات زندگی اور پابندی علائق کی زنجیر ھر شخص کے پانوں میں ھے ' اور سچا ایثار صرف مال ھی کے ایثار میں نہیں ھے ' بلکہ سب سے بڑا ایثار دل اور ارادے کا ایثار ھے - پس مالی معاوضے اور تنخواہ کا لینا ایثار و صداقت میں حائل نہیں ھو سکتا - مالی خدمت جسقدر ممکن ھے ' اس سے دریغ نہیں - لیکن ساتھہ ھی ایسے لوگوں کا طالب ھوں ' جو اس تعلق کو محض ایک کار و باری تعلق اور تجارتی لین دین نہ سمجھیں ' بلکہ اپنے دل میں ایک هلکا سا زخم بھی درد ملت کا لیکر آئیں ' اور علم و خدمت علم کے سچے ولولے سے خالی نہوں - تیس راتیں انھوں نے فکر ملازمت و حصول معاش کی بے چینی میں کاٹی ھوں ' تو کم از کم ایک رات کا بارھواں حصہ کبھی اپنے اخوان ملت کے درد میں بھی بسر کیا ھو - علم کو ھمیشہ حصول معاش کا وسیلہ سمجھکر پڑھا ھو ' مگر علم کو علم کے لیے اختیار کرنے کی دبی دبائی پھانس بھی کبھی کبھی انکے پہلو میں چبھہ جاتی ھو -

" لقاء وجہ رب " کی سعی اور " ابتغاء مرضات اللہ " کا مقام بہت اونچا ھے ' وھاں تک رسائی ھم آلودگان ھوای نفسانی کو کہاں حاصل ؟ تاھم اگر ھزاروں تعلیم یافتہ مسلمانوں میں چند اشخاص اتنے ایثار کے لیے بھی طیار نہوں کہ تنخواہ لے لیدے کے ساتھہ اپنی زندگیوں کو با ارادۂ محکم خدمت ملی کے لیے وقف کردیں ' تو پھر ان زبانی ھنگاموں ' اور ادعائی شور و شغب کو بھی کیوں نہ بند کر دیا جاے جو اخبار کے صفحوں اور انجمنوں اور صحبتوں کی روئدادوں میں ھمیشہ دکھلایا جاتا ھے -

( ) میرا دل اور گھر ' دونوں کا دروازہ کھلا ھے ' تاکہ ھر سچے ارادے کے ساتھہ آنے والے کا استقبال کرے اور اپنی اچھی بری زندگی کا شریک مساوی بنالے - مجھکو جو کچھہ اب کرنا ھے برسوں تک خاموش رھکر اور تمام پہلوؤں پر غور کر کے اسکا فیصلہ کرلیا ھے ' اور زندگی جب تک ھے ' اس سے کنارہ کش نہیں ھو سکتا - لیکن اُن ارباب علم کے لیے جو تصنیف و تالیف ' تحریر و تقریر ' اور خدمت ملت و دیانۃ کا اپنے اندر کوئی ولولہ رکھتے ھوں ' یہ ایک عمدہ فرصت ھے ' جو شاید پھر ھاتھہ نہ آئے -

---

مسئلۂ صلح

— * —

جف القلم و قد سبق السیف العزل ! جس خبر کے سننے کیلیے تقریباً تمام عالم اسلامی طیار نہ تھا ' جسکے تصور سے طرابلس میں غیظ و غضب ' مصر میں ماتم ' اور ھندوستان میں حسرت اور مایوسی چھا جاتی تھی ' بالاخر اس وقت کہ الہلال کا آخری چو صفحہ مشین پر چڑھچکا ھے ' ریوتر نے سنادی ' یعنے بمقام آوچی (سوئیزرلینڈ) اتلی اور ترکی کی صلح کے کاغذات پر آخری دستخط ھوگئے انا للہ و انا الیہ راجعون -

گو اِس وقت کچھہ نہیں کہا جا سکتا کہ اصلی شرائط صلح کیا قرار پائے ؟ بلکہ ابتدا سے مسئلہ صلح کی نسبت خبروں میں جو اضطراب رھا ھے ' اسکو پیش نظر رکھتے ھوے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ یہ خبر بالکل قابل تسلیم ھے ' تا ھم اگر صلح ھوئی ھے ' تو یہ بھی یقینی ھے کہ اتلی کا قدم طرابلس اور برقہ میں جم گیا ' گو اسکا نام یورپ کی معاھدات و قوانین کی اصطلاح میں کچھہ ھی ھو - موجودہ بلقانی مسئلہ درپیش نہ ھوتا تو اتلی کو قطعاً پوری طرح دب کر صلح کرنی پڑتی ' مگر ابتو کوئی وجہ نہیں کہ اُس نے موجودہ وزارت کی کمزوری سے فائدہ نہ اُٹھایا ھو -

تا ھم مقتضاے احتیاط یہ ھے کہ جب تک تفصیلی حالات معلوم نہو جائیں ' کوئی راے قائم نہ کریں - کل کی تفصیلی خبروں کا انتظار ھے ' اور خداے برتر و حکیم سے امید ھے کہ وہ اس نازک ترین اسلامی موقعہ پر خلافت اسلامی کو کسی اور سخت خطرے سے دو چار نہ کریگا - و ما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ' ان اللہ کان علیما حکیما -

---

غازی (انور بے) کی رنگین تصویر جن حضرات کو مطلوب ھو وہ طلب فرمالیں ' صرف چند کاپیاں باقی رھگئی ھیں قیمت فی تصویر ۴ - آنہ - الہلال کے گذشتہ ۸ نمبرونکا مجموعہ مع تصویر غازی (انور بے) جسکی اصلی قیمت ۲ روپیہ ھوتی ھے - صرف ۱ - روپیہ ۴ آنے میں بطور نمونہ کے بھیجا جا سکتا ھے -

منیجر

الہلال

۱۶ اکتوبر ۱۹۱۲

— * —

القسطـــاس المستقيـــم

— * —

یعني مسلمانوں کي ایندہ شاہراہ مقصود

ان هـذا صراطي مسـتـقيما ، فاتبعـوه ، و لاتتبعوا السـبـل ، فتفرق بکم عن سـبيله ذالکم وصاکم به ، لعلکم تتقون (٦ - ١٥٥) (١)

(۲)

میں شاید اپنے مطلب کو اب تـک ٹهیک ٹهیک ادا نه کرسکا - اسلیے زیادہ واضح طور پر آج عرض کرتا هوں - مشکل یه هے که مضمون وسیع اور شاخ درشاخ ضمني مطالب پر مشتمل هے ' جب لکهنے کیلیے قلم اُٹهاتا هوں' تو مجبوراً تفصیل و اطناب سے کام لینا پڑتا هے - تاهم مطمئن هوں که کوئي غیر ضروري بیان زبان قلم پر نہیں گذرتا -

مسلمانوں کا نصب العین کیا هونا چاهیے ؟

پالیٹکس جسکي طرف اب مدتوں کي غفلت کے بعد مسلمانوں نے شیفتگي کي نظر اٹهائي هے ' قومي زندگي کے اعمال کا ایک سب سے بڑا شعبه هے - لیکن هم اسے مسلمانوں کیلیے کوئي اصلي مقصود اور بنیادي شے نہیں سمجهتے - اور قوموں کے لیے اگر سیاست انکے تمام اعمال کي بنیاد هے' تو اس لیے هے که زندگي کي حرارت پیدا کرنے کیلیے وہ سیاسي جذبات سے ایک گرم انگیٹهي کا کام لیتے هیں - لیکن جس قوم کے پاس ایک شعله فشاں آتشکدہ موجود هو' اُسے انگیٹهي کي کیا ضرورت هے ؟

جب تنور گرم هوجاتا هے تو بہت سي انگیٹهیاں اس سے گرم کرلي جاسکتي هیں ' لیکن انگیٹهي تنور کا کام نہیں دیسکتي -

اس وقت برسوں کے جمود نے کروٹ لي هے' اور گویا انقلاب و تغیر کا ایک اچها موسم مسلمانوں پر گذر رها هے - اس وقت جس چیز کي تخم ریزي کردي جاے گي ' آگے چلکر اسي کے پهل کو اپنے دامن میں دیکهه سکیں گے - پس اس بارے میں میري دعوت کا لب' لباب یه هے که مسلمان محض پالیٹکس هي کو اپنا مقصود حقیقي نه بنائیں ' اور اسطرح ایک عمدہ موسم کو' جسمیں وہ شاید ایک پورا باغ لگاسکتے هیں' صرف ایک درخت هي کے بونے میں ضائع نه کردیں-

دوسري قوموں کي نظیروں پر نظر رکهنا انکے لیے کچهه سود مند نہیں هوسکتا - انکو صرف اپنے اوپر نظر رکهني چاهیے' کیونکه انکے پاس ایک شے هے' جو اوروں کے پاس نہیں هے اور جس کو اپنا مقصود بناکر وہ ان تمام چیزوں کو بهي بوجه احسن و اکمل لے سکتے هیں ' جو اور قومیں حاصل کر رهي هیں - انکو چاهیے که هر طرف سے آنکهیں بند کرکے اس شے کو اپنا اصل مقصود اور نصب العین بنائیں' جسکي تلاش میں انهیں گهر سے نکلنے کي ضرورت نہیں ' بلکه همیشه سے وہ خود انکے گهر کے اندر موجود هے - یعنے صرف اتباع دین مبین اور اعتصام بحبل الله المتین انکے لیے انکے خدا کے طرف سے ایک دائمي مقرر کردہ نصب العین هے ' اور ایک مسلم هستي کے لیے اسکے سوا کوئي مقصود حقیقي نہیں هوسکتا - نه پالیٹکس ' نه تعلیم ' نه اخلاق ' اور نه معاشرت ' کیونکه زمین پر جسقدر " کمال " اور " جمال " هے ' وہ سب اس سے هے ' یه کسي چیز سے نہیں هے - دنیا میں جسقدر خوبیاں اور محاسن هیں ' سب اسکے نیچے هیں ' کیونکه اسکے اوپر الوهیت کے درجے کے سوا اور کوئي درجه نہیں - دنیا میں جس وقت سے انساني هدایت و شقاوت کا سلسله شروع هوا هے ' صرف یہي ایک صراط مستقیم اور ملة قویم تمام انساني فلاح و اصلاح کا وحدہ لاشریک وسیله رهي هے :

وقالـوا کونـوا هـوداً اونصـاری تهتـدوا ، قل بل ملـة ابراهیم حنیـفـا ، ومـا کان من المشرکین - قولوا امنا بالله وما انزل الینا وما انزل الی ابراهیم واسماعیل واسحـاق ویعقوب والاسباط ، وما اوتی موسی وعیسے ، وما اوتی النبیون من ربهم ، لا نفرق بین احد منهم ونحن له مسلمون (۲ :)

اور یهود و نصارا کہتے هیں که یهودي یا عیسائي بن جاو تو هدایت پاؤگے - (یعنے اسلام کے سو اور طریقے اختیار کرو) اے پیغمبر کہدے که کبهي نہیں ! همارے لیے تو صرف ابراهیم هي کا طریقه طریق هدایت هے - اور اے مسلمانوں تم بهي کہدو که همارا طریق یہی هے که الله پر ایمان لاے هیں اور قرآن پر ' جو هم پر اترا ' اور اُس تعلیم پر جو ابراهیم ' اسماعیل ' اسحاق ' یعقوب اور اولاد یعقوب پر اتري ' اور موسی اور عیسی کو جو تعلیم دي گئي ' اور انهیں پر موقوف نہیں ' بلکه در اصل اور تمام پیغمبروں اور رسولوں کو انکے پروردگار کے طرف سے جو تعلیم دي گئي - ان سب کي تعلیم ایک هي طریق اسلام کي تهي - پس هم انمیں کوئي تفریق اور امتیاز نہیں کرتے ' اور کہتے هیں که هم مسلمان هیں -

ترجوا النجات ولم تسلك مسالكها
ان السفینة لا تجري علی الیبس (۱)

اگر مسلمانوں نے اپنے لیے ایک نہایت آزادانه پولیٹکل پالیسي طیار کرلي ' کانگریس سے بهي بہتر ایک پروگرام انکے هاتهه میں هوا ' ائرلینڈ کے حکومت طلبوں سے بهي بڑهکر جوش اور سرگرمي پیدا کرلي ' پالیٹکس میں وہ از سر تا پا غرق هوگئے ' انکا هر فرد گلیڈاسٹون اور مارلے هوگیا ' لیکن ساتهه هي اگر انهوں نے اپنے معتقدات اور اعمال کے اندر اسلام کي عملي روح پیدا نه کي ' اپنے تئیں دین الهي کي سلطنت کے ماتحت داخل نه کیا ' اور خشیة الهي اور زاد تقوی سے محروم رهے' تو میں اُس یقین کي لا زوال طاقت کے ساتهه' جسکے لیے کبهي موت اور شکست نہیں - اُس بصیرت الهي کے ساتهه ' جسمیں کبهي تزلزل اور تذبذب نہیں - از سر تا پا صداے رباني بنکر کہتا هوں که اگر

---

(۱) یہي میرا (دین الهي کا) سیدها راسته هے ' پس صرف اُسي کے هو رهو - اور راستوں میں نه پڑو ' کیونکه وہ تم کو خدا کي راہ سے بهٹکا کر تتر بتر کردینگے - یه خدا کي تمہارے لیے وصیت هے ' تاکه تم متقي بن جاؤ -

(۱) دین و دنیا میں نجات کي طلب ' اور ساتهه هي راہ الهي سے روگرداني !! بهلا کبهي خشکي میں بهي کشتي کو چلتے دیکها هے ؟

آگ جلاتي هے٬ اور پاني ڈباتا هے - اگر آفتاب مشرق سے نمودار هوتا٬ مگر مغرب کي جانب غروب هوتا هے - اگر مچهلي خشکي ميں٬ اور پرند دريا ميں زنده نهيں رهسکتا - اگر قوانين فطريه اور نواميس طبيعيه ميں تبديلي نهيں هوسکتي - اور اگر يه سچ هے که دو اور دو پانچ نهيں بلکه هميشه چار هوتے هيں - تو يه بهي کبهي نه مٹنے والي صداقت ٬ اور صفحهٔ کائنات پر نقش سنگي هے که مسلمانوں کو به تمام نري سياسي هنگامه آرائياں٬ تعليم و تربيت کا غوغاے محشر خيز٬ اور پوليٹيکل پاليسي کے تغير و تبدل کا هيجان طوفان آور٬ ايک لمحه ٬ ايک دقيقه ٬ ايک عشر دقيقه تک کيليے بهي کچهه نفع نهيں پهنچا سکے گا - انکي تمام جد و جهد بيکار جاے گي ٬ تغير کا ابر انپر سے بغير ايک قطرۂ بارش کے گذر جاے گا ٬ انکي اميدوں کي خشک سالي بدستور باقي رهے گي ٬ وه جسقدر سعي رهائي کرينگے اتنا هي چاروں طرف کي لپٹي هوئي زنجيروں کي بندش سخت تر هوتي جاے گي ٬ گمراهي و ضلالت کا شيطان کبهي انسے الگ نهوگا ٬ انکے گلوں ميں جو طوق مذلت٬ اور پانوں ميں جو زنجير ادبار و تسفل پڑي هوي هے٬ وه قيامت تک نه ٹوٹے گي٬ جهالت و ضلالت٬ اسر و غلامي ٬ ذلت و خواري کي صفوں ميں هميشه محصور رهيں گے ٬ اور دنيا ميں ايک لمحه کيليے بهي انکو قومي عزت کا چهره ديکهنا نصيب نهوگا : خسر الدنيا والاخره٬ ذالك هو الخسران المبين :

ان الذين كذبوا بآياتنا٬ واستكبروا عنها٬ لا تفتح لهم ابواب السماء ولا يدخلون الجنة ٬ حتى يلج الجمل في سم الخياط ٬ وكذالك نجزي المجرمين (٧ -)	جن لوگوں نے هماري آيتوں کو جهٹلايا ٬ اور جهکنے کي جگهه غرور سے اکڑ بيٹهے ٬ تو ياد رکهو که انکے لئے نه تو آسماني برکت کا دروازه کبهي کهلے گا اور نه تو بهشت کي زندگي انهيں نصيب هوگي - هاں اگر ايسا هو سکتا هے که سوئي کے ناکے ميں سے اونٹ گذر جاے تو يه بهي ممکن هے که وه هماري آيات کو جهٹلاکر پهر فلاح و برکت بهي حاصل کرسکيں -

ميں نے کہا که " اگر آگ جلاتي اور پاني ڈباتا هے " نهيں ٬ بلکه ميں کهتا هوں که يه تو ممکن هے که آگ نه جلاے اور پاني نه ڈباے ٬ مگر يه تو کسي طرح ممکن نهيں ٬ که خدا کا وه قانون شقاوت و هدايت بدل جاے (١) جس کے ليے ابتداے خلقت بني آدم سے آجتک تاريخ ميں کوئي مستثنى شهادت موجود نهيں - يه ميں لکهه رها هوں٬ اور ميرے اندر يقين اور اعتقاد کي ايک آواز بے چين و مضطرب هے٬ مگر افسوس که اسکي ترجماني کے ليے مجهے الفاظ نهيں ملتے - حيران هوں که کيونکر٬ اور کن لفظوں ميں اپنا دلي يقين آپکے دلوں ميں بهي پيدا کردوں ؟ تاهم ميں يه کهنے سے کبهي نه تهکوں گا ٬ که جن احکام اسلام کو آپ نهايت بے پروائي سے ايک مذهبي بندش کهکر گذر جاتے هيں ٬ وه بندش تو ضرور هے مگر ايک ايسے قانون کي بندش هے ٬ جسکي سلطنت تمام قوانين ماديه کے نظام حکومت سے بالاتر اور وراء الورى هے ٬ اور نظم کائنات کے تمام اجزا اسي بندش سے بندهکر مرتب اور منظم هوتے هيں - يهي بندش هے که لسان الهى نے اسکو کهيں " حدود الله " کے لفظ سے ياد کيا هے ٬ کهيں " سنة الله " کے لفظ سے تعبير کيا هے ٬ کهيں " فطرة الله " اسکا نام رکها هے٬ کبهي " صراط مستقيم " کہا هے ٬ اور کبهي " دين قويم " کے خطاب سے ياد کيا هے - وه في الحقيقت ايک رباني حکومت کا انتظام هے ٬ اور جب کوئي فرد يا قوم اسکے تحت و تسلط سے نکلنا چاهتي هے ٬ تو گويا وه خدا کے ساتهه اعلان جنگ کر ديتي هے - پهر اسکي زندگي اور زندگي کے تمام اعمال يکسر بغاوت اور سرکشي هوجاتے هيں٬ اور وه رحماني سلطنت سے نکل کر شيطاني حکومت ميں داخل هوجاتي هے :

يا ايها الانسان ! ما غرك بربك الكريم (٨٢ - ٦)	خدا کهتا هے که اے انسان حقير! بتلا که کس چيز نے تجکو اس پر آماده کرديا که اپنے رب کريم سے بغاوت کرے ؟

دنيا ميں هم ديکهتے هيں که ايک باغي انسان کو کوئي گورنمنٹ پناه نهيں ديسکتي - اسي طرح رب السماوات والارض کي بغاوت اور قانون شکني کے بعد بهي کائنات کا هر دروازه اس پر بند هوجاتا هے - کسي سعي ميں وه کامياب نهيں هوتا ٬ اور کوئي کوشش اسکي فلاح ياب نهيں هوتي :

ومن يبتغ غير الاسلام دينا ٬ فلن يقبل منه وهو في الاخرة من الخاسرين (٣ - ٧٩)	جو شخص اسلام کے سوا کسي دوسري تعليم کو تلاش کريگا ٬ اسکي سعي و تلاش کبهي مقبول نهوگي اور اسکے تمام کاموں کا آخري نتيجه ناکامي و نامرادي هوگا -

قران مجيد نے امم سابقه و اقوام پيشين کا تذکره بار بار کيا هے - يه صرف اس ليے هے که اس " قانون هدايت و شقاوت " کے نتائج پر انسان کو توجه دلائي جاے - جابجا ان اقوام متمدنه و عظيمه کے طرف اشاره کيا هے ٬ جو آنے والی اقوام سے زياده قوي اور مستحکم تمدن رکهتي تهيں - ليکن جب انهوں نے احکام الهيه کو پس پشت ڈالديا ٬ اور خدا کي حکومت ميں رهکر اس سے بغاوت اور سرکشي شروع کردي٬ تو کوئي انساني سعي و تلاش فلاح انکو هلاکت و بربادي سے نه بچا سکی - يهاں تک که آج انکے آثار و اطلال بهي دنيا ميں باقي نهيں :—

اولم يسيروا في الارض فينظروا كيف كان عاقبة الذين من قبلهم ٬ وكانوا اشد منهم قوة و اثاروا الارض وعمروها اكثر مما عمروها ٬ وجاءتهم رسلهم بالبينات ٬ فما كان الله يظلمهم ٬ ولكن كانوا انفسهم يظلمون (٣٠ - ٨)	کيا يه لوگ زمين پر چلتے پهرتے نهيں ؟ اگر پهرتے تو ديکهتے که جو قوميں ان سے پهلے هو گذري هيں ٬ انکا کيا انجام هوا ؟ يه وه قوميں تهيں ٬ جو انسے تمدن و ترقيات اور قواے جسماني ميں بڑهکر قوي تهيں ٬ انهوں نے زمين پر اپنے کاموں کے نشان چهوڑے ٬ اور جسقدر تم نے اسکو متمدن بنايا هے اس سے کهيں زياده انهوں نے تمدن پهيلايا - ليکن جب همارے رسول ان ميں بهيجے گئے اور هماري نشانياں انکو دکهلائی گئيں تو انهوں نے سرکشي اور بغاوت سے جهٹلا ديا ٬ اور برباد و فنا هوگئے - خدا ظلم کرنے والا نه تها ٬ ليکن خود انهوں نے اپنے اوپر ظلم کيا -

يهي اسلام وه قانون " حيات و ممات اقوام " هے ٬ جسکي طرف قران نے جا بجا اشاره کيا هے :—

ما اصاب من مصيبة في الارض ولا في انفسكم٬ الا في كتاب من قبل ان نبراها٬ ان ذالك على الله يسير (٥٧ - ٢٢)	جتني مصيبتيں اقوام و ممالک پر نازل هوئي هيں اور جو خود تم پر نازل هوتي هيں ٬ وه سب هم نے پهلے سے ايک کتاب ميں لکهه رکهي هيں (يعنے پهلے سے وه بصورت ايک قانون منضبط موجود هے) اور ايسا کرنا الله کے ليے کوئي مشکل بات نه تهی -

(١) فقير نے ايک مستقل رساله اس موضوع پر لکها هے که مراتب هدايت و شقاوت امم و ملل از روے قران کيا هيں ؟ مطابع الهلال ميں زير طبع هے اور عنقريب شائع هوگا

بلکہ کائنات میں حیات و قیام صرف مسلم کے لیے ہے

اور غور کیجیے تو یہ کوئی ایسا دعوا نہیں ہے' جسکے لیے زیادہ دلائل آرائی مطلوب ہو' اور اگر مطلوب ہے تو اسلیے کہ دنیا میں آج اسلام کے پیروؤں ہی کے لیے سب سے زیادہ اسلام کی دعوت معما ہو رہی ہے - اسلام تو فی الحقیقت اُن قوائے فطریہ کے صحیح استعمال کا نام ہے' جنکی حکومت سے دنیا کی کوئی شے خارج نہیں - مچھلی کے لیے پانی میں تیرنا' پرندوں کیلیے ہوا میں اڑنا' نباتات کا زمین میں نشوؤ نما پانا' اور انسان کا زمین کے اوپر رہنا؛ یہ سب چیزیں اسلام کے مفہوم حقیقی میں داخل ہیں' کیونکہ اس کا دوسرا نام "سنة الله" اور "فطرة الله" ہے' پھر کیا مچھلی پانی کی جگہہ ہوا میں' پرند ہوا کی جگہہ پانی میں' اور انسان زمین کو چھوڑ کر سمندروں میں زندہ رہ سکتا ہے ؟ اگر نہیں رہسکتا' تو اسکے یہ معنے ہیں کہ دنیا میں کوئی شے غیر مسلم ہوکر زندہ نہیں رہسکتی - حیات اور زندگی صرف مسلم کے لیے ہے' اور جو قومیں زندہ ہیں' گو انکو معلوم نہو' مگر ہم کو معلوم ہے کہ وہ اسلام ہی کے سرچشمے سے سیراب ہو رہی ہیں - یہ اپنی بدبختی ہے کہ پاس رہکر بھی ہم تشنہ لب ہیں :

افغیر دین الله یبغون حکماً واہ اسلم من فی السموات والارض طوعاً و کرھا' و الیه یرجعون (۳ : ۱۴۲)

کیا وہ لوگ دین الہی کو چھوڑ کر کسی اور تعلیم کو اپنا حاکم بنانا چاہتے ہیں ؟ حالانکہ اس آسمان اور زمین میں کوئی نہیں' جو چارناچار اسی دین الله کا مسلم' یعنے حکم بردار نہو -

ادخلوا فی السلم کافه ! (۱)

پس باوجود اسکے کہ ہم پولیٹکل زندگی کو حیات ملی کا ایک ضروری شعبہ سمجھتے ہیں' باوجود اسکے کہ ہمارے نزدیک کوئی قوم زندہ نہیں رہسکتی' جب تک اسکے اندر سیاسی جذبات مشتعل نہوں' اور باوجود اسکے کہ ہم روز اول سے مسلمانان ہند کی ایک بڑی بدبختی یہ قرار دے رہے ہیں کہ انکے لیڈروں نے غلامی و خوشامد کی دارو بے ہوشی سے قوم کی قوم کو مرض النوم میں مبتلا کردیا؛ ہم مسلمانوں کو کبھی یہ صلاح نہیں دینگے کہ وہ صرف پولیٹکل ازادی کے ولولے ہی کو پیدا کرکے اصلاح و تغیر کی طرف سے فارغ البال ہوجائیں - کیونکہ ہمارے نزدیک مسلمانوں کیلیے پولیٹکل پالیسی کے تغیر میں کوئی برکت نہیں ہوسکتی' اگر انکے اندر مذہبی تبدیلی پیدا نہ ہوئی - بخار کے مریض کے لیے ڈاکٹر کے آگے یہ سوال نہیں ہوتا کہ اسکا جسم گرم کیوں ہے' اور آنکھوں میں سرخی کیوں ہے ؟ بلکہ اسپر غور کرتا ہے کہ بخار کی تولید کی اصلی علت کیا ہے ؟ اگر آپ صرف مریض کے جسم کی حرارت ہی کے شاکی ہیں' تو زیادہ پریشانی کی ضرورت نہیں' ایک من برف منگوا کر اسکے ریزوں میں اسے بٹھا دیجیے - امید ہے کہ سارا جسم ٹھنڈا ہو جاے گا - آپ کہتے ہیں کہ مسجد کا منارہ سیدھا نہیں' میں روتا ہوں کہ بنیاد ٹیڑھی ہے - اپ صرف پالیٹکس کو کیوں ڈھونڈھتے ہیں' جبکہ ایک ایسی مضبوط اور لا زوال کرسی آپکو ملتی ہے' جس پر نہ صرف پالیٹکس' بلکہ قومی زندگی کی عمارت کے تمام ستون کھڑے ہوسکتے ہیں' اور ستون کیلیے کرسی ناگزیر ہے -

مسلمانوں کیلیے اولین کام

پس موجودہ تغیر کے بعد اب مسلمانوں کو سفر اسی منزل سے شروع کرنا چاہیے' جو انکی سفر کا قدرتی مبدء ہے' اور جہاں سے انکو پچھلا سفر شروع کرنا تھا' مگر انھوں نے نہیں کیا - انکو نہ تو پولٹیکل پالیسی کی تلاش و جستجو میں وقت ضائع کرنا چاہیے' نہ اعلی تعلیم کے افسانۂ لامتناہی میں پڑنا چاہیے' نہ لیگ کے غلامانہ اور رسمی آور پالیٹکس پر توجہ کرنی چاہیے' اور نہ کانگریس کی رپورٹوں میں اپنے لیے نسخۂ فلاح ڈھونڈھنا چاہیے - انکو صرف ایک ہی کام کرنا چاہیے' یعنی بلا یہ سونچے ہوے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں' اپنا ہاتھہ دست الہی میں دیدینا چاہیے :—

می برد هر جا که خاطر خواه اوست

نہ وہ پالیٹکس کو سونچیں اور نہ تعلیم کو' نہ ازادی کی مدح کریں اور نہ غلامی کا طوق پہنیں - یہ باتیں انکے سونچنے اور فیصلہ کرنے کی نہیں ہیں - انکا فیصلہ خدا کو کرنا تھا' اور اس نے کر لیا - انکا کام صرف یہ ہے کہ اتباع کلمات الله و جمیع "ما جاء به القرآن" کیلیے طیار ہو جائیں' اور اپنے تئیں تمام انسانی تعلیمون اور اقوام کے اتباع و محاکات کے ولولوں سے خالی کرکے' صرف اس ایک ہی معلم کی تعلیم پر چھوڑ دیں - اگر اسلام انکو پالیٹکس میں بلانا چاہے' تو لبیک کہکے دوڑ جائیں - اگر وہ اس سے اجتناب کی تعلیم دے' تو اشارے کے ساتھہ ہی مجتنب ہوجائیں - اگر وہ کہے کہ غلامی اور خوشامد' دو ہی چیزیں اصلی ذریعۂ فوز و فلاح ہیں' تو وہ سر سے پاؤں تک غلامی کی تصویر بن جائیں - اگر وہ کہے کہ ازادی اور حقوق طلبی ہی میں قومی زندگی اور عزت ہے' تو انکا وجود یکسر پیکر حریت و جہد حریت ہوجاے - اخلاق' تعلیم' تمدن' شائستگی' اصلاح معاشرت' غرضکہ ایک متمدن زندگی کے جتنے اجزا ہیں' ان میں وہ جس طرف بلاے' اسی طرف جھک جائیں - خود انکی کوئی خواہش' کوئی ارادہ' کوئی تعلیم' کوئی پالیسی نہو - انکی خواہش اور پالیسی صرف اتباع قران ہو - وہ اس تنکے کی طرح جس کو کسی بحر طوفاں خیز میں ڈالدیا گیا ہو' اپنے تئیں تعلیم الہی کے سمندر میں چھوڑ دیں - جسطرف وہ چاہے' اسے جاے' اور جس کنارے سے چاہے' انہیں لگادے - جب خدا انکا تمام بوجھہ اپنے سر لیتا ہے' تو وہ خود اپنے کاندھوں کو کیوں تھکاتے ہیں ؟

اگر مسلمانوں نے ایسا کرلیا' [اور وعدہ الہی ہے کہ والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا (۱)] تو وہ یاد رکھیں کہ آج جن چیزوں کے لیے بھٹک رہے ہیں' اور نہیں ملتیں' اگر انکا مطلوب حقیقی یعنی اسلام انکو مل گیا' تو وہ خود بخود انکے قدموں پر آکر گرجائینگی - ان میں سے ایک ایک کی تلاش و جستجو کی ضرورت نہیں - وہ بہت گمراہ ہوچکے' جو سر عزت کی سر بلندی کیلیے بنا تھا'

(۱) پوری آیت یہ ہے - یا ایها الذین آمنوا ! ادخلوا في السلم کافه' ولا تتبعوا خطوات الشیطان' انه لکم عدو مبین (۲ : ۱۳۶) [مسلمانو ! صرف دعوئے اسلام کافی نہیں ہے' اسلام میں پورے پورے آجاؤ' اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو' وہ تو تمہارا بالکل کھلا دشمن ہے]

(۱) غالباً سورۂ عنکبوت کے آخری رکوع میں ہے - اگر ڈھونڈھونگا تو ساسلہ خیالات ٹوٹ جاے گا - یعنی جو لوگ تلاش راہ حق میں سچی طلب کے ساتھہ کوشش کرتے ہیں' ہم انکی طلب کو ضائع نہیں کرتے' اور اپنا راستہ ان پر کھولدیتے ہیں -

مقالات

بہت ٹھکرایا جاچکا - اب بھی سنبھل جائیں ' کہ خدا کا ہاتھہ بیعت لینے کے لیے بڑھا ہوا ہے' وہ اسے چھوڑ کر شیطان کے ہاتھہ پر کیوں بیعت کرتے ہیں ؟ انکے تمام اعضا مردہ و غیر متحرک ہو رہے ہیں لیکن اسکے لیے سر میں تیل کی مالش یا تلوے کا سہلانا اصلی علاج نہیں ہے - انکو روح کی ضرورت ہے - جس دن ' جس آن ' جس لمحے ' ان میں اسلام کی گم گشتہ حرارت غریزی عود کر آے گی ' اسی وقت پانوں کے انگوٹھے سے لیکر سر کے بالوں کی جڑ تک ' انکا تمام جسم زندہ ہو جاے گا - انکا اخلاق ' انکا تمدن ' انکی سوشیل حالت ' انکی سوسائٹی کا نظام ' اور سب سے آخر مگر سب سے پہلے یہ ' کہ انکی پولیٹکل حالت ' غرضکہ حیات ملی کا کوئی شعبہ ایسا نہوگا ' جو باحسن شکل و باکمل حال انکے پاس موجود نہو جاے :

و من یسلم وجہہ الی اللہ اور جو شخص ہر طرف سے منہہ موڑ کر و ہو محسن ' فقد استمسک صرف اللہ کی طرف متوجہ ہوگیا اور ساتھہ ہی اعمال بالعروۃ الوثقی - والی اللہ حسنہ اختیار کیے ' تو بس یقین کرو کہ اس نے عاقبۃ الامور (۳۱ - ۲۱) مضبوط رسی تھام لی اور انجام کار اللہ ہی کے ہاتھہ میں ہے

آزادی راے

— * —

(اثر: سر سید مرحوم)

ایک ضروری کام یہ بھی ہے کہ ان مفید اور کار آمد مضامین کو جو کسی وقت شائع ہوچکے ہیں مگر عام طور پر مطالعے میں نہ آے ' مکرر شائع کرکے محفوظ کردیا جاے -

(تہذیب الاخلاق) کی اشاعت دوم کی دوسری جلد (یعنی سنہ ۱۲۹۸ ہجری مطابق سنہ ۱۸۸۱ع) میں سر سید مرحوم نے ایک نہایت مفید اور دلچسپ مضمون ازادی راے پر لکھا تھا - ہم بہت ضروری سمجھتے ہیں کہ آجکل وہ لوگ جو سید صاحب کے اتباع و تقلید کے مدعی ہیں ' اور انکے سجادۂ پیشوائی کا اپنے تئیں وارث قرار دیتے ہیں ' اس مضمون کو غور سے پڑھیں اور سونچیں کہ قوم کی جس آزادی راے کے ولولے کو وہ دبانا چاہتے ہیں ' اسکے متعلق انکے رہنماے اول کی تعلیم کیا ہے ؟

سید صاحب مرحوم نے اس مضمون میں ایک مستند انگریزی مصنف کی تحریر سے مطالب اخذ کیے ہیں - مگر درحقیقت جس " ازادی راے " کو پیش کیا گیا ہے ' قرآن کریم نے اسے اپنے ہر متبع کیلیے فرض کردیا ہے - اسکی اشاعت سے ہمارا مقصود یہ بھی ہے کہ اپنی ایک سخت غلطی کا کسی طرح کفارہ کردیں - ہم نے ابتدا سے ہر خیال کیلیے قران کریم کی تعلیمات سے استدلال کیا ' حالانکہ ہمارے مخاطب گروہ کے لیے یہ تیرہ سو برس پیشتر کی ایک قابل قطع و برید تعلیم چنداں لائق التفات نہیں ہے ' کچھہ شک نہیں کہ یہ ہماری سخت غلطی تھی ' آج ہم اسی خیال سے سید صاحب کے خیالات شائع کرتے ہیں ' اور امید کرتے ہیں کہ انکو تو ضرور قابل التفات سمجھا جاے گا - (ایڈیٹر)

ہم اپنے اس آرٹیکل کو ایک بڑے لائق اور زمانہ حال کے فیلسوف کی تحریر (ملز ابرٹی) سے اخذ کرتے ہیں - راے کی آزادی ایک ایسی چیز ہے ' کہ ہر ایک انسان اسپر پورا حق رکھتا ہے - فرض کرو کہ تمام آدمی بجز ایک شخص کے کسی بات پر متفق الراے ہیں ' مگر صرف وہی ایک شخص انکے برخلاف راے رکھتا ہے ' تو تمام آدمیوں کو اس ایک شخص کی راے کو غلط ٹھہرانے کے لیے اس سے زیادہ کچھہ استحقاق نہیں ہے ' جتنا کہ اس ایک شخص کو ان تمام آدمیوں کی راے کے غلط ثابت کرنے کا (اگر وہ ثابت کرسکے) استحقاق حاصل ہے - کوئی وجہ اسبات کی نہیں ہے کہ پانچ آدمیوں کو تو بمقابلہ پانچ آدمیوں کے رایوں کے غلط ٹھہرانے کا استحقاق ہو ' اور ایک آدمی کو بمقابل نو آدمیوں کے یہ استحقاق نہو - راے کی غلطی آدمیوں کی تعداد کی کمی بیشی پر منحصر نہیں ہے - جیسے کہ یہ بات ممکن ہے کہ نو آدمیوں کی راے بمقابلہ ایک شخص کے صحیح ہو ' ویسے ہی یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص کی راے بمقابل نو آدمیوں کے صحیح ہو -

رایوں کا بند رکھنا خواہ بسبب کسی مذہبی خوف کے ' خواہ بسبب اندیشہ برادری و قوم کے ' خواہ بدنامی کے ڈر سے ' یا گورنمنٹ کے ظلم سے ' کسی سبب سے ہو ' نہایت ہی بری چیز ہے - اگر راے اس قسم کی کوئی چیز ہوتی ' جسکی قدر و قیمت صرف اس راے والے کی ذات ہی سے متعلق اور اسی میں محصور ہوتی ' تو رایوں کے بند رکھنے سے ایک خاص شخص کا یا معدودے چند کا نقصان متصور ہوتا - مگر رایوں کے بند رکھنے سے تمام انسانوں کی حق تلفی ہوتی ہے اور کل انسانوں کو نقصان پہونچتا ہے ' اور نہ صرف موجودہ انسانوں کو ' بلکہ انکو بھی جو آیندہ پیدا ہونگے -

اگرچہ رسم و رواج بھی اسکے برخلاف رایوں کے اظہار کے لیے ایک بہت قوی مزاحم کار گنا جاتا ہے ' لیکن مذہبی خیالات مختلف مذہب کی راے کے اظہار اور مشتہر ہونے کے لیے نہایت اقوی مزاحم کار ہوتے ہیں - اس قسم کے لوگ صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے کہ اس مخالف راے کا ظاہر ہونا انکو نا پسند ہوا ہے ' بلکہ اسی کے ساتھہ جوش مذہبی اومنڈ آتا ہے ' اور عقل کو سلیم نہیں رکھتا ' اور اس حالت میں انسے ایسے افعال و اقوال سرزد ہوتے ہیں ' جو انہیں کے مذہب کو جسکے وہ طرفدار ہیں ' مضرت پہونچاتے ہیں - وہ خود اسبات کے باعث ہوتے ہیں کہ مخالفوں کے اعتراض لا معلوم رہیں - وہ خود اسبات کے باعث ہوتے ہیں کہ بسبب پوشیدہ رہنے ان اعتراضوں کے انہیں کے مذہب کے لوگ انکے حل پر متوجہ نہوں اور مخالفوں کے اعتراض بلا تحقیق کیے اور بلا دفع کیے باقی رہ جاویں - وہ خود اسبات کے باعث ہوتے ہیں کہ انکی آیندہ نسلیں بسبب نا طے شدہ رہنے ان اعتراضوں کے ' جسوقت ان اعتراضوں سے واقف ہوں ' اسیوقت مذہب سے منحرف ہو جاویں - وہ خود اسبات کے باعث ہوتے ہیں کہ وہ اپنی نادانی سے تمام دنیا پر یہہ بات ظاہر کرتے ہیں کہ اس مذہب کو جس کے وہ پیرو ہیں مخالفوں کے اعتراضوں سے نہایت ہی اندیشہ ہے - اگر انہی کے مذہب کا کوئی شخص بغرض حصول اغراض مذکورہ انکا پھیلانا چاہے ' تو خود اسکو معترض کی جگہہ تصور کرتے ہیں اور اپنی نادانی سے دوست کو دشمن قرار دیتے ہیں -

کیا عمدہ راے اس فیلسوف کی ہے کہ " کسی راے کے حامیوں کا اس راے کے برخلاف راے کے مشتہر ہونے میں مزاحمت کرنے سے خود ان حامیوں کا بہ نسبت انکے مخالفوں کے زیادہ تر نقصان ہوتا ہے اسلیے کہ اگر وہ راے صحیح و درست ہو ' تو اسکی مزاحمت سے غلطی کے بدلے صحیح بات حاصل کرنے کا موقع انکے ہاتھہ سے جاتا ہے - اور اگر وہ غلط ہے ' تو اسبات کا موقع باقی نہیں رہتا کہ غلطی اور صحت کے مقابلہ سے جو صحت کو زیادہ استحکام اور اسکی سچائی زیادہ تر دلوں پر موثر ہوتی ہے اور اسکی روشنی دلوں میں بیٹھہ جاتی ہے ' اس نتیجہ کو حاصل کریں - حالانکہ فی الحقیقت یہ نہایت عمدہ فائدہ ہے " -

کچھہ شبہہ نہیں ہے کہ عموماً مخالف اور موافق رایوں کا پھیلنا

اور منتشر هونا ' خواه وه دیني معامله سے علاقه رکھتي هوں یا دنیوي معامله سے' نهایت هي عمده اور مفید هے - دونوں قسم کي رایوں پر جدا جدا غور کرنے کا موقع ملتا هے که اُن میں سے کونسي بهتر هے ؟ یا اُن دونوں کي تائید ایسے دلایل سے هوتي هے جو جداگانه هر ایک کے مناسب هیں - همکو اسبات کا کبهي یقین کامل نهیں هو سکتا که جس راے کي مزاحمت میں یا بند رهنے میں هم کوشش کرتے هیں وه غلط هي هے - اور اگر یقین بهي هو که وه غلط هے' تو بهي اُسکي مزاحمت اور اسکا انسداد برائي سے خالي نهیں -

فرض کرو که جس راے کا بند کرنا هم چاهتے هیں ' حقیقت میں وه راے صحیح و درست هے ' اور جو لوگ اس کا انسداد چاهتے هیں وه اسکي درستي اور صحت سے منکر هیں' مگر غور کرنا چاهیئے که وه لوگ یعني اس راے کے بند کرنے والے ایسے نهیں هیں جنسے غلطي اور خطا هوني ممکن نهو' جب ایسا هے تو انکو اسبات کا حق بهي نهیں هے که وه اس خاص معامله کو تمام انسانوں کے لیے خود فیصل کرایں' اور اور شخصوں کو اپني راے کام میں لانے سے محروم کردیں - کسي مخالف راے کي سماعت سے اس وجهه سے انکار کرنا که همکو اسکے غلط هونے کا یقین هے ' گویا یهه کهنا هے که همارا یقین' یقین کامل کا رتبه رکهتا هے' اور اُسپر بحث و گفتگو کي ممانعت کرنا انبیا سے بهي بڑه کر اپنا رتبه ٹهرانا هے' اور اپنے تئیں ایسا سمجهنا هے که هم سے سهو و خطا کا هونا نا ممکن هے -

انسانوں کي سمجهه پر بڑا افسوس هے که جسقدر وه اپنے خیال و قیاس میں اس مشهور مقوله کي سند پر که " الانسان مرکب من الخطاء و النسیان " اپنے سے سهو و خطا ممکن سمجهتے هیں ' اُسقدر اپني رایوں اور باتوں کے عمل در آمد میں نهیں سمجهتے - اُنکي عملي باتوں سے اُسکي قدر و منزلت نهایت هي خفیف معلوم هوتي هے - گو خیال و قیاس میں اُسکي کیسي هي بڑي قدر و منزلت سمجهتے هوں - اگرچه سب اسبات کا اقرار کرتے هیں که هم سے سهو و خطا هوني ممکن هے ' مگر بهت هي کم آدمي ایسے هونگے جو اُسکا خیال رکهنا اور از روے عمل کے بهي اُسکي احتیاط کرنا ضروري سمجهتے هوں ' اور عملي طور پر اسبات کو تسلیم کرتے هوں که جس راے کي صحت کا اُنکو خوب یقین هے ' شاید وه اُسي سهو وخطا کي مثال هو ' جسکا هونا وه اپنے سے ممکن سمجهتے هیں -

جو لوگ که دولت یا منصب اور حکومت یا علم کے سبب سے غیر محدود تعظیم و ادب کے عادي هوتے هیں' وه تمام معاملات میں اپني رایوں کے صحیح هونے پر یقین کامل رکهتے هیں ' اور اپنے میں سهو و خطا هونے کا احتمال بهي نهیں کرتے ' اور جو لوگ اُن سے اسیقدر زیاده خوش نصیب هیں' یعني وه جو کبهي کبهي اپني رایوں پر اعتراض اور حجت اور تکرار هوتے هوے سنتے هیں اور کچهه کچهه اسبات کے عادي هوتے هیں که جب غلطي پر هوں تو متنبه هونے پر اُسکو چهوڑ دیں ' اور درست بات کو مان لیں ' اگرچه اُن کو اپني هر ایک راے کي درستي پر یقین کامل تو نهیں هوتا مگر اُن رایوں کي درستي پر ضرور یقین هوتا هے جنکو وه لوگ جو اُن کے ارد گرد رهتے هیں' یا ایسے لوگ جنکي بات کو وه نهایت ادب و تعظیم کے قابل سمجهتے هیں' اُن رایوں کو تسلیم کرتے هیں - یهه ایک قاعده کلیه هے که جو شخص جسقدر اپني ذاتي راے پر اعتماد نهیں رکهتا وه شخص اُسیقدر دنیا کي راے پر عموماً زیاده تر اعتماد رکهتا هے' جسکو بعض اصطلاحوں میں جمهور کي راے یا جمهور کا مذهب کها جاتا هے -

مگر یهه بات سمجهني چاهیئے که ایسے لوگوں کے نزدیک دنیا سے یا جمهور سے کیا مراد هوتي هے ؟ هر ایسے شخص کے نزدیک دنیا سے اور جمهور سے وه چند اشخاص معدودے چند مراد هوتے هیں جن' پر وه اعتماد رکهتا هے' یا جنسے وه ملتا جلتا هے - مثلاً اُس کے دوستوں یا هم رایوں کا فریق یا اُسکي ذات برادري کے لوگ ' یا اُس کے درجه و رتبه کے لوگ - پس اُس کے نزدیک تمام دنیا اور جمهور کے معني اُنهي میں ختم هو جاتے هیں ' اور اس لیئے وه شخص اس راے کو دنیا کي راے سمجهکر اسکي درستي پر زیاده تر یقین کرتا هے - اس هیئت مجموعي کي راے کا جو اعتماد اور یقین اُس کو زیاده هوتا هے اور ذرا بهي اس میں لغزش نهیں آتي ' اس کا سبب یهه هي هوتا هے که وه اسبات سے واقف نهیں هوتا که اس کے زمانه سے پہلے اور زمانوں کے ' اور ملکوں کے ' اور فرقوں کے اور مذهبوں کے ' لوگ اس میں کیا راے رکهتے تهے' اور اب بهي اور ملکوں اور مذهبوں کے لوگ کیا راے رکهتے هیں ' ایسے شخص کا یهه حال هوتا هے که وه اسبات کي جوابدهي کو که در حقیقت وه راه راست پر چلتا هے' اپني فرضي دنیا یا جمهور کے ذمه ڈالتا هے پس جو کچهه اسکي راے یا اس کا خیال هو' کچهه بهي اعتماد اور یقین کے لایق نهیں هے' اسلیئے که جن وجوهات سے وه شخص بسبب مسلمان خاندان میں پیدا هونے کے اسوقت بڑا مقدس مسلمان هے' انهي وجوهات سے اگر وه عیسائي خاندن یا بت پرست خاندان یا ملک مین پیدا هوتا تو وه بهلا چنگا عیسائي یا بت پرست هوتا - وه مطلق اسبات کا خیال نهیں کرتا که جسطرح کسي خاص شخص کا خطا میں پڑنا ممکن هے اُسیطرح اسکي فرضي دنیا اور خیالي جمهور کي تو کیا حقیقت هے زمانه کا اور اس سے بهي بهت بڑي دنیا کا خطا میں پڑنا ممکن هے - تاریخ سے اور علوم موجوده سے بخوبي ظاهر هے که هر زمانه میں ایسي ایسي رائیں قایم هوئیں' اور مسلم قرار پائیں جو اس کے بعد کے زمانه میں صرف غلط هي نهیں' بلکه سراسر لغو و مهمل سمجهي گئیں' اور یقیناً اس زمانه میں بهي بهت سي ایسي رائیں مروج هونگي ' جو کسي آینده زمانه میں اسیطرح مردود اور نامعقول ٹهرینگي - جیسے ' که بهت سي وه رائیں ' جو اگلے زمانه میں عام طور پر مروج تهیں اور اب مردود هوگئي هیں -

اس تقریر پر یهه اعتراض هوسکتا هے که جو لوگ مخالف راے کو غلط اور مضر سمجهکر اسکي مزاحمت کرتے هیں' اس سے ان کا مطلب اسبات کا دعوي کرنا ' که وه غلطي سے آزاد و بري هیں' نهیں هوتا ' بلکه اس سے فرض کا ادا کرنا مقصود هوتا هے ' جو اُن پر باوصف قابل سهو و خطا هونے کے اپنے ایمان اور اپنے یقین کے مطابق عمل کرنے کا هے' اگر لوگ اس وجهه سے اپني رایوں کے موافق کار بند نهوں' که شاید وه غلط هوں ' تو کوئي شخص اپنا کوئي کام بهي نهیں کرسکتا لوگوں کا یهه فرض هے که حتي المقدور اپني نهایت درست رائیں قایم کریں' اور بغور ان کو قرار دیں' اور جب انکي درستي کا بخوبي یقین هو جاوے' تو اس کي مخالف رایوں کے بند کرنے میں کوشش کریں - آدمیوں کو اپني استعداد و قابلیت کو نهایت عمده طور سے برتنا چاهیئے - یقین کامل کسي امر میں نهیں هوسکتا' مگر ایسا یقین هوسکتا هے جو انسان کے مطالب کے لیئے کافي هو - انسان اپني کارروائي کے لیئے اپني راے کو درست و صحیح سمجهه سکتے هیں اور ان کو ایسا هي سمجهنا چاهیئے ' اور وه اس سے زیاده اور کوئي بات اس صورت میں اختیار نهیں کرتے جب که وه خراب آدمیوں کو ممانعت کرتے هیں که ایسي رائوں کے شایع کرنے سے' جو ان کے نزدیک فاسد اور مضر هیں' لوگوں کو خراب یا بد اخلاق یا بد مذهب نکریں -

مگر مخالف راے کے بند کرنے میں صرف اتناهي نهیں هوتا که اُنهوں نے اپنے قابل سهو و خطا سمجهکر اپنے ایمان اور اپنے

يقين کے موافق عمل کيا ھے' بلکه اُس سے بہت زيادہ کيا جاتا ھے' اِس بات ميں که ايک راے کو اس وجهه سے صحيح سمجها جاوے که اُس پر اعتراض و حجت کرنے کا ھر طرح پر لوگوں کو موقع ديا گيا اور اوس کي ترديد نه هوسکي' اور اس بات ميں که ايک راے کو اس وجهه سے صحيح مان ليا گيا که اُس کي ترديد کي کسي کو اجازت نہيں هوئي' زمين اور آسمان کا فرق ھے - پس مخالف رايوں کي مزاحمت کرنے والے اپني راے کو اس وجهه سے صحيح نہيں سمجهتے که اُسکي ترديد نہيں هوسکي' بلکه اس ليئے صحيح تهراتے هيں که اُسکي ترديد کي اجازت نہيں هوئي' حالانکه جس شرط سے هم بطور جائز اپني راے کو عمل درآمد هونے کے ليئے درست قرار دے سکتے هيں' وہ صرف يهي ھے که لوگوں کو اس بات کي کامل آزادي هو که وہ اُس راے کے برخلاف کهيں' اور اُس کو غلط ثابت کريں' اسکے سوا اور کوئي صورت نہيں ھے که انسان جس کے قواے عقلي اور قوا کامل نہيں هيں' اپنے آپ کو راہ راست پر هونے کا يقين کرسکے اور اهل مذاهب جو صرف اپنے معتقد فيه کي پيروي هي کو راہ راست سمجهتے هيں' جب تک که وہ بهي اس بات پر مباحثه اور اظهار راے کي اجازت نه ديں' که جس طرح پر اُن کا عمل درآمد اور چال چلن يا اعتقاد اور خيال ھے وہ صحيح طور سے اُن کے معتقد فيه کي پيروي ھے يا نہيں؟ اُس وقت تک وہ بهي اپنے آپ کو راہ راست پر هونے کا يقين نہيں کرسکتے -

انسان کي پچهلي حالتوں کا موجودہ حالتوں سے مقابله کرنے پر معلوم هوتا ھے که هر زمانه ميں انسانوں کا يهي حال رها ھے' که سو ميں سے ايک هي شخص اس قابل هوتا ھے که کسي دقيق معامله پر راے دے' اور ننانوے شخص اُس ميں راے دينے کي لياقت نہيں رکهتے - مگر اُس ايک آدمي کي راے کي عمدگي بهي صرف اضافي هوتي ھے' اس ليئے که اگلے زمانه کے لوگوں ميں اکثر آدمي جو سمجهه بوجهه اور لياقت ميں مشهور تهے' ايسي رائيں رکهتے تهے که جن کي غلطي اب بخوبي روشن هوگئي ھے - بہت سي ايسي باتيں اُنکو پسنديدہ اور اُنکا عمل درآمد تهيں' جنکو اب کوئي بهي تهيک اور درست نہيں سمجهتا - اس سے ثابت هوتا ھے که انسانوں ميں هميشه معقول رايوں اور پسنديدہ رايوں کو غلبه رهتا ھے مگر اسکا سبب بجز انسان کي عقل و فهم کي ايک عمدہ صفت کے جو نهايت هي پسنديدہ ھے اور کوئي نہيں' اور وہ صفت يه ھے که انسان کي غلطياں اصلاح کي صلاحيت رکهتي هيں' يعنے انسان اپني غلطيوں کو مباحثه اور تجربه کے ذريعه سے درست کرلينے کي قابليت رکهتا ھے' پس انسان کي راے کي بتمامه قوت اور قدر و منزلت کا حصر اس ايک هي بات پر ھے' که جب وہ غلط هو تو صحيح کي جاسکتي ھے' مگر اُسپر اعتماد اُسيوقت کيا جاسکتا ھے جبکه اُسکے صحيح کرنے کے ذريعے هميشه برتاؤ ميں رکهے جاويں - خيال کرنا چاهيے که جس آدمي کي راے حقيقت ميں اعتماد کے قابل ھے اُسکي وہ راے اس قدر و منزلت کو کس وجهه سے پهنچتي ھے؟ اسي وجهه سے پهنچي ھے' که اوس نے هميشه اپني طبيعت پر اس بات کو گوارا رکها ھے که اوس کي راے پر نکته چينياں کي جاويں اور اوس نے اپنا طريقه يه تهرايا ھے که اپنے مخالف کي راے کو تهنڈے دل سے سننا اور اوس ميں جو کچهه درست اور واجب تها اوس سے خود مستفيد هونا اور جو کچهه اُس ميں غلط اور ناواجب تها اُس کو سمجهه لينا' اور موقع پر اُس غلطي سے اوروں کو بهي آگاہ کردينا - ايسا شخص گويا اس بات کو عملي طور پر تسليم کرتا ھے که جس طريقه سے انسان کسي معامله کے کل مدارج کو

لوگوں کي گفتگو کو سنے' اور جن جن طريقوں سے هر سمجهه اور طريقے اور طبيعت کے آدمي اُس معامله پر نظر کريں' اُن سب طريقوں کو سوچے اور سمجهے - کسي دانا آدمي نے اپني دانائي بجز اس طريقه کے اور کسي طرح پر حاصل نہيں کي - انسان کي عقل و فهم کا خاصه يهي ھے که وہ اس طور کے سوا اور کسي طور سے مهذب اور معقول هو هي نہيں سکتي' اور صرف اس بات کي مستقل عادت کے سوا که اپني راے کو اوروں کي رايوں سے مقابله کرکے اوسکي اصلاح و تکميل کيا کرے' اور کوئي بات اوس پر اعتماد کرنے کي وجهه متصور نہيں هوسکتي - اس ليئے که اس صورت ميں اوس شخص نے لوگوں کي اون تمام باتوں کو جو اوس کے برخلاف کهه سکتے تهے' بخوبي سنا' اور تمام معترضوں کے سامنے اپني راے کو ڈالا' اور بعوض اسکے که مشکلوں اور اعتراضوں کو چهپاوے' خود اوسنے جستجو کي' اور هر طرف سے جو کچهه روشني پهونچي' اوسکو بند نہيں کيا' تو ايسا شخص البته اس بات کے خيال کرنے کا استحقاق رکهتا ھے که ميري راے ايسے شخص يا اشخاص سے جنهوں نے اپني راے کو اس طرح پر پخته نہيں کيا' بهتر و فايق ھے -

جس شخص کو اپني راے پر کسيقدر بهروسا کرنے کي خواهش هو يا يه خواهش رکهتا هو که عام لوگ بهي اوسکو تسليم کريں' اوس کا طريقه بجز اسکے اور کچهه نہيں ھے که وہ اپني راے کو عام مباحثه اور هر قسم کے لوگوں کے اعتراضوں کے ليے حاضر کرے' اگر نيوتن صاحب کي حکمت اور هيئت اور مسئله ثقل پر اعتراض اور حجت کرنيکي اجازت نه هوتي' تو دنيا اوسکي صحت اور صداقت پر ايسا پخته يقين نه کرسکتي' جيسا که اب کرتي ھے - کيا کچهه مخالفت ھے' جو لوگوں نے اوس دانا حکيم کے ساتهه نہيں کي' اور کونسي مذهبي لعن و طعن ھے' جو اُس سچے اور سچي راے رکهنے والے حکيم کو نہيں دي گئي' مگر غور کرنا چاهيے که اس کا نتيجه کيا هوا - يهه هوا که آج تمام دنيا کيا دانا کيا حکيم اور کيا متعصب کيا اهل مذهب' سب اُسيکو تسليم کرتے هيں اور اُسيکو سچ جانتے هيں اور مذهبي عقائد سے بهي زيادہ اُسکي سچائي دلوں ميں بيٹهي ھے - بغير آزادي راے کے کسي چيز کي سچائي جهاں تک که اُسکي سچائي دريافت هوني ممکن ھے دريافت نہيں هوسکتي - جن اعتقادوں کو هم نهايت جايز و درست سمجهتے هيں' اُن کے جواز و درستي کي اور کوئي سند اور بنياد بجز اِس کے نہيں هوسکتي که تمام دنيا کو اختيار ديا جاے که وہ اُنکو بے بنياد ثابت کريں - اگر وہ لوگ ايسا قصد نکريں يا کريں اور کامياب نهوں' تو بهي هم اونپر يقين کامل رکهنے کے مجاز نہيں هيں البته ايسي اجازت دينے سے هم نے ايک ايسا نهايت عمدہ ثبوت اونکي صحت کا حاصل کيا ھے جو انسانوں کي عقل کي حالت موجودہ سے ممکن تها' کيونکه ايسي حالت ميں هم نے کسي ايسي بات سے غفلت نہيں کي جس سے صحيح صحيح بات هم تک نه پهنچ سکتي هو اور اگر امر مذکورہ پر مباحثه کي اجازت جاري رهے تو هم اُميد کرسکتے هيں که اگر کوئي بات اُس سے بهتر اور سچ اور صحيح ھے تو وہ اُسوقت همکو حاصل هوجاويگي جبکه انسانوں کي عقل و فهم اُس کے دريافت کرنے کے قابل هوگي اور اس اثناء ميں هم اسبات کا يقين کرسکتے هيں که هم راستي اور صداقت کے اسقدر قريب پهنچ گئے هيں جسقدر همارے زمانه ميں ممکن تها - غرضکه ايک خطاوار وجود جسکو انسان کهتے هيں' اگر کسي امر کي نسبت کسي قدر يقين حاصل کرسکتا ھے' تو اسکا يهي طريقه ھے جو بيان هوا' اور مسلماني مذهب کا جو ايک مشهور مسئله ھے که الحق يعلو ولا يعلى' ايک ادنى تفسير ھے -

(باقي آئندہ)

هندوستان میں پین اسلامزم

— * —

پروفیسر ویمبرے کے خیالات

از لنڈن ٹائمز

جناب من -

مجھکو همیشے سے ترکي' فارسي' عربي' اور تاتاري اخبارات دیکھنے کا شوق هے' اور مشرق اسلامي میں مسلمانوں کي تهذیب و معاشرت و سیاست کے ارتقائي سفر کو بنگاہ دلچسپي دیکھتا رهتا هوں - حال میں آپکے کالموں میں هندوستان سے کسي نامہ نگار کي چٹھي جسمیں هندوستان کے اندر پین اسلامي خیالات کي افزایش و عالمگیري کا ذکر چھپا هے میري نظر سے بھي گزري' میں بھي اُن خیالات کي اصابت و صحت پر صاد کرتا هوں - اس خیال کي افزایش سے مجھکو انکار نہیں' لیکن اسکي اصل اور اُس تحریک کي نیت کے بارے میں مجھکو ضرور آپکے لایق مضمون نگار سے اختلاف هے - یہ میں تسلیم کرتا هوں کہ مراکش' طرابلس' اور ایران میں یورپ کے اغتصاب نے عیسائوں اور مسلمانوں کي قدیم الاصل دشمني کو اور بھي سخت کردیا هے - یہ ساري باتیں ضرور افسوسناک هیں' لیکن ایشیائي مسلمانوں کي روح پر انکا کوئي گهرا اثر نہیں پڑ سکا - اس خیالي پین اسلام ازم کا میرے آگے بهت زیادہ وزن نہیں' اسلیے کہ سابق سلطان عبد الحمید کے عهد حکومت سے اسپر نظر دوڑا چکا هوں جن دنوں وہ جملہ ایشیا کے اسلامي درباروں میں اپنے خفیہ آدمي لگاکر ان خیالات کو پھیلا تے تھے -

مجھکو تو اس بات پر حیرت هے کہ امیر حبیب اللہ جسوقت هندوستان آے' تو " اسلامي پادشاہ " کي حیثیت سے انکا هر جگهہ استقبال کیا گیا حالانکہ سرکاري طور پر اگر کوئي موثر طریقے سے پین اسلامي شاهراہ پر چل سکتا تھا تو وہ ترک تھا نہ کہ اور کوئي دوسرا - لیکن اس جانب اب ترکوں کا جوش بهت هي کم هوگیا هے - چند سال کا عرصہ هوا' جب ایک روشن دماغ تاتاري مصنف اسمعیل غصبرنسکي ایک اسلامي کانگریس کا خیال لیکر آیا جس سے اُسکي غرض مسلمانوں میں ترقي تهذیب تھي' اسوقت نوجوان ترکوں نے جلسہ کرنے کي ممانعت کردي اور وہ آزادي پرست انگلستان هي تھي' جسنے قاهرہ میں اسکي مهماني و تواضع کو قبول کیا (۱) -

ایران سے کبھي " پین اسلام ازم " تحریک کي تائید میں کوئي علامت نظر نہیں آئي' اسلیے کہ اسکا تمام زور شیعہ و سني کے مناقشے میں صرف هونیکے لیے هے (۲) -

هاں افغانستان کے بارے میں آپکے مضمون نگار نے صحیح تصویر پیش کردي هے' کہ ممکن هے موجودہ امیر اور اُسکا متورع بھائي نصر اللہ خاں کسي بلند منصوبے کے خواب دیکھتے هونگے' تاهم اُن اطراف سے کچھہ ایسا زیادہ خدشہ میں تسلیم نہیں کرتا -

اگر هم اِس روز افزوں پین اسلام ازم کي اصل ماهیت کو بهت متفکر هو کر ڈهونڈ تے هیں' تو اُسکو مسلمانوں کي روحاني بیداري از تهذیبي ترقي کے اندر ڈهونڈهنا چاهیے - انکا مذهبي برادري کا اتحاد اتنا هي پیرانہ سال هے' جتنا کہ خود اسلام - چنانچہ قران کهتا هے کہ سب مسلمان بھائي بھائي هیں - پس اسلام کي اخوت جدید زاد نہیں هے' جسکو کوئي نیا خطرہ سمجھکر خوف کیا جاے - جدید زاد اگر هے تو مسلمانوں کي مدني و عمراني بیداري اور وہ کوششیں' جو عیسائي فرماں رواؤں کے ماتحت رهکر اور تعلیم حاصل کرکے مغربي دنیا کے مقابلے میں آنیکے لیے کي جاتي هیں - اور جو در اصل تاتاري مسلمان اور خود آپکے هندوستان کے مسلمانوں کے اندر موجود هے - میں هرگز روس کے عشاق میں سے نہیں هوں' لیکن اِس امر کا ضرور اعتراف کرونگا کہ روس کي تاتاري رعایا ترکوں کي قومي بیداري کے باب میں پیشوایانہ حصہ لے رهي هے - چنانچہ (اکچورن) کي تصنیف کسقدر مفید هے' جو قسطنطنیہ میں لکچرر بھي هے' اور [illegible] میل غصبرنسکي' جس نے تھوڑا هي عرصہ هوا هے کہ اپنے هم مذ[illegible] کے قلوب کو بهتر طریقۂ تعلیم سے (جسکو وہ اصول صوتي کے نام سے تعبیر کرتا هے) موثر کرنیکے لیے هندوستان تک کا سفر سفر کیا - اسي طرح هندوستاني مسلمان بھي اس لحاظ سے ایک روشن مثال هیں - علی الخصوص هز هائنس آغا خاں' جنکا ذکر اسلامي عالم کے گوشے گوشے میں سنا جاتا هے -

مجھے افسوس هے کہ میں نے آپ کے بهت سے عزیز کالم خراب کردیے لیکن مجھکو مسلمانوں کي تهذیبي ترقي کے طریق و ذرائع کے متعلق کچھہ کهنا هے - یهاں میں اُس نوجوان اسلامي پریس کیطرف اشارہ کرونگا' جسکے وجود و اثر کو یورپ خاطر خواہ طور پر جانتا هے اور جسکا اثر اسلامي ایشیا کے معاشرتي و سیاسي تغیرات کے اسباب عاملہ میں سے هے' روزانہ' ماهانہ رسالہ جات نے گھانس پات کیطرح آگ اُگ کر روس کي جان کو عذاب میں ڈالدیا هے - روس اپني پرجوش رعایا کے ترقي و اقدام کو دبانے کے لیے بیتاب هے - میں دیکھتا هوں کہ صدر الدین مسکو ڈرف نے' جو (ڈوما) میں اوفا کا ممبر هے' تاتاري معلموں کو قید اور مدارس کے بند کردینے کے سوالات کر کرکے روسي گورنمنٹ کو پریشان کردیا هے - مجھکو یقین نہیں کہ انگلستان کبھي روس کي تقلید پر آمادہ هوگي - بلکہ وہ اپني مسلمان رعایا کي ترقي کے واسطے همیشہ روشني و تهذیب کي صف اول پر نظر رکھے گي اور خود مسلمان برطاني حکومت کو اللہ تعالی کي خاص مهرباني سمجھتے هیں کہ ایسے فرمانروا کے ماتحت زندگي کرني نصیب هوي - انگلستان کبھي اپني شاهراہ حکمت عملي کے باهر قدم رکھنا گوارا نکریگي جب تک کہ اُسکے هاتھہ میں حریت و انصاف و روا داري کي جھنڈي هے - پس مجکو پین اسلامي تحریک سے هرگز هرگز اندیشہ نہیں - آپکے ان کلمات سے بالکل متفق هوں کہ هم پین اسلام ازم کو اول درجے کا خطرہ نہیں تصور کرتے' اور یہ نہ " برطانیہ اعظم بجاے خود اسلام کي مضبوط ترین فصیل هے " لیکن مجکو اور بھي مسرت هوتي' اگر ایران کے بدشگون حوادث وقوع پذیر نهوتے - کیونکہ اُن سے انگلستان کے محافظ اسلام هونیکے لقب پر کچھہ کچھہ داغ دھبے سے لگ گیے هیں -

---

(۱) اسماعیل غصبرنسکي موجودہ زمانے کا ایک مشهور روشن خیال اور صاحب قلم تاتاري مسلمان هے' جسکا اخبار " وقت " نکلا کرتا تھا' عرصہ هوا' اس نے مصر کا سفر کیا تا کہ تمام مسلمانان عالم کي ایک بین الملي کانفرنس کي تجویز قدیمي کو زندہ کرے - اهل مصر نے ابتدا میں تو اس خیال سے بڑي دلچسپي لي اور ایک سب کمیٹي بھي قائم هوگئي' مگر اسکے بعد انگریزي سیاست نے ایسے اجتماع کو (گو وہ صرف تعلیمي و مذهبي مقاصد سے هو) اپنے اغراض کیلیے مضر سمجھا' اور یہ خیال تھوڑے دنوں کے بعد هي لوگ بھول گئے - پس یہ بالکل غلط هے کہ انگریزوں نے غصبرنسکي کي کوي همت افزائي کي بیچارے ویمبرے کو یہ بھي معلوم نہیں کہ یہ تحریک نوجوان ترکوں کے قبضہ قسطنطنیہ سے بهت پیشتر کي هے - اس وقت دستوري حکومت قائم هي نہیں هوی تھي اور ترکي میں ایسا اجتماع هو نہیں سکتا تھا - لا محالہ اس خیال کیلیے مصر پر توجہ هوني ضرور تھي' پس غصبرنسکي نے مصر هي کو اسکا مرکز قرار دینا چاها - مصر میں اس خیال سے جسقدر دلچسپي لي گئي' وہ بھي معض مسلمانان مصر کے شوق وشغف کا نتیجہ تھي - آخر میں تو انگریزي اثر هي نے اس تجویز کا خاتمہ کر دیا - گذشتہ مارچ میں غصبرنسکي بمبئي بھي آیا تھا' اور صرف تعلیمي خیال لیکر' لیکن همکو معلوم هے کہ بیچارے کو وهیں سے واپس چلا جانا پڑا (اڈیٹر)

(۲) یہ خیال ایران کي موجودہ حالت کے لحاظ سے صحیح نہیں (اڈیٹر)

مذاکرۂ علمیّہ

اسئلہ و اجوبتھا

— * —

مذاکرۂ علمیہ الہلال کا ایک نہایت اہم باب ہے - اس عنوان کے نیچے علمي مضامین و تراجم - انکشافات و تحقیقات جدیدہ - قدیم و جدید عربي و انگریزي کتب و رسائل پر انتقاد - نیز ہر طرح کے مفید علمي اور مذہبي سوالات کے جوابات درج ہوا کرینگے - افسوس ہے کہ ابتک ہمکو ان امور کي طرف متوجہ ہونے کي مہلت نہیں ملي ہے - مجبوراً چند معمولي سوالات کے جوابات اور عام مطبوعات کے انتقاد سے آج اس باب کو شروع کردیتے ہیں کہ جب شروع ہوجاے گا تو طبیعت ذمہ داري محسوس کرکے کسي نہ کسي طرح جاري رکھے گي - لیکن ناظرین اس سے یہ راے قائم نہ فرمالیں کہ مذاکرۂ علمیہ سے مقصود صرف اتناہي ہے - انشاء اللہ عنقریب وہ اس باب کو نہایت اہم اور عظیم المنفعۃ پائینگے اور الہلال کا ہر باب اپني اصلي شان تک پہنچ جاے گا والامر بیدہ سبحانہ

گذشتہ اسلامي دار العلوم اور مسئلہ الحاق

از مسٹر احمد علي خان صاحب بي - اے

لکھنؤ سے جو گمنام چٹھي جناب کي خدمت میں پہنچي تھي ' اسمیں ایک سوال یہ بھي تھا کہ مسلمانوں کي گذشتہ یونیورسٹیاں مقام و باني کے نام سے مشہور ہوئیں یا عام اسلامي حثیت سے ؟ جناب عالي نے اسکا جو جواب اپني تحریر میں دیا ہے في الحقیقت سائل کے انداز سوال اور مقصد سوال کے لحاظ سے بالکل مناسب اور دندان شکن تھا - اور في الحقیقت جناب کي یہ خصوصیت ہے کہ ہر تحریر معناً مدلل اور لفظاً عبارت اور انشا پردازي کا ایک معجزہ ہوتي ہے - نیازمند کے عقیدے میں تو یہ کلام الہي کے مطالعہ کا فیض ہے - لیکن اس تحریر سے قطع نظر کرکے نیازمند مستفسر ہے کہ آیا سائل کا خیال صحیح تھا ؟ اور گذشتہ اسلامي دار العلوم غیر الحاقي تھے ؟

[الہلال] اصل بات یہ ہے کہ لکھنوي صاحب کو تو جواب دینے کي ضرورت ہي نہ تھي - ان لوگوں نے آڑ اپنے کام کونسے اسلامي تعلیم اور مسلمانوں کے گذشتہ اعمال کے مطابق انجام دیے ہیں ' کہ آج یونیورسٹي اُن اصولوں پر قائم کي جاےگي ؟ پہلے خود اپنے تئیں تو اسلام کے عام احکام کا عامل بنالیں ' پھر علي گڈہ کي یونیورسیٹي بھي بن رہے گي -

لیکن اگر تاریخي تحقیق کے لحاظ سے دیکھا جاے تو یہ خیال بالکل غلط ہے کہ مسلمانوں کے دار العلوم غیر الحاقي ہوا کرتے تھے ' گو موجودہ درسگاہوں کا نظام و قاعدہ اُس زمانے میں نہ ہو ' مگر الحاق کے بارے میں تو انکي نظیریں بالکل صاف ہیں - سب سے بڑي اور پہلي عظیم الشان یونیورسٹي سنہ ۴۵۷ میں (نظام الملک سلجوقي) نے بغداد میں قائم کي تھي ' جس کو سب جانتے ہیں کہ (نظامیہ) کے نام سے مشہور ہوئي ' لیکن یہ ٹھیک ٹھیک آجکل کي اصطلاح کے مطابق ایک الحاقي یونیورسٹي تھي - (نظامیہ) بغداد میں ایک مرکزي دار العلوم تھا ' اور تمام بڑے بڑے اسلامي شہروں میں اسکي شاخیں عظیم الشان کالجوں کي صورت میں قایم تھیں - اُن سب میں نظامیہ ہي کا کورس پڑھایا جاتا تھا - وہاں کے تعلیم یافتہ اُسي عظمت و احترام کے مستحق سمجھے جاتے تھے ' جو خود نظامیہ کے تربیت یافتہ علما کے لیے مخصوص تھا -

یہ تمام کالج بھي بوجہ مرکزي تعلق کے نظامیہ ہي کے نام سے مشہور ہوے - چنانچہ مورخین نے نیشاپور ' اصفہان ' ہرات اور موصل کے نظامیہ مدارس کا پورا تفصیل کے ساتھہ ذکر کیا ہے - بڑے بڑے مشاہیر علما کے حالات میں اسکي تصریح ملتي ہے کہ یہ اُن نظامیہ شاخوں کے تعلیم یافتہ تھے ' یا انھوں نے وہاں درس کي خدمت انجام دي تھي - چنانچہ (ابو حامد محي الدین) اور (ارجاني) کے حالات میں اسکا تذکرہ موجود ہے -

نظامیہ بغداد کے اِن حالات کے لیے تاریخ ابن اثیر ' ابن خلکان ' آثار البلاد قزویني ' طبقات الشافعیہ للسبکي کا مطالعہ فرمایئے - ابن اثیر میں یہ حالات سنہ ۴۴۵ سے ۴۵۹ تک کے واقعات میں ملیں گے -

---

حدیث " اتقوا من فراسة المومن "

مولانا سلامت علي صاحب از گجرات

آپنے لکھنؤ کي گمنام مراسلہ کے جواب میں ایک جگھہ اس حدیث سے استدلال کیا ہے : " اتقوا من فراسة المومن فانہ ینظر بنور اللہ " (۱) یہ صحیح نہیں ہے ' اور اگر ہے تو سند درکار ہے -

(الہلال) فقیر نے تو کہیں بھي استدلال نہیں کیا ' نہ تو اسکو بہ حیثیت دلیل کے پیش کیا ہے ' اور نہ اسکي وہاں کوئي بحث تھي - تعجب ہے کہ جناب نے استدلال کا لفظ کیونکر لکھا ؟

رہي حدیث کي توثیق ' تو سب سے پہلے تو اس حدیث کو (امام بخاري) نے تاریخ میں حضرت ابو سعید خدري سے روایت کیا ہے - پھر (طبراني) نے ابي امامہ سے ' اور (ابن جریر) نے حضرت عبد اللہ ابن عمر سے - ابن جریر نے حضرت ثوبان سے بھي روایت کي ہے ' مگر اس میں " اتقوا " کي جگھہ " احذرو " کا لفظ ہے - اسکے علاوہ ایک جماعت کثیر صوفیاء کرام مثل (قشیري) و (ابو طالب مکي) وغیرہ اپني اپني سندوں سے اسے روایت کرچکے ہیں -

یہ تو اسکي سند و روایت کا حال ہے - معناً دیکھیے تو قران کریم کے عین مطابق ہے - قران نے بار بار ایمان کو " نور " سے تعبیر کیا ہے :

یوم تري المومنین والمومنات یسعی نورھم بین ایدیھم و بایمانھم (۵۷ - ۱۲)	اي پیغمبر ! قیامت کے دن تم دیکھوگے کہ مسلمان مردوں اور عورتوں کے آگے انکا ایمان نور بنکر انکے آگے اور دھنے چل رہا ہوگا -

پس جس مومن نے " نور ایمان " جو في الحقیقت نور الہي ہے - اپنے اندر پیدا کرلیا ' اسکي نظریں اس نور کے پرتو سے کیونکر محروم رہسکتي ہیں ؟

" فراسۃ ایماني " بھي ایک ممتاز علامت ' علائم ایمان میں سے ہے ' قران کریم میں ایک جگھہ فرمایا :

ان في ذلك لایات للمتوسمین (۱۵ - ۷۵)	بیشک تعلیمات الہي میں بہت سي نشانیاں ہیں صاحبان فراست کے لیے -

یہاں " توسم " سے مراد " فراسۃ " ہي ہے - جیساکہ ایک دوسري حدیث میں آنحضرت (صلعم) نے فرمایا ہے کہ -

ان للہ تعالی عبادا ' یعرفون الناس بالتوسم	اللہ تعالی کے بعض خاص بندے ایسے ہوتے ہیں جو انسانوں کو اپني فراسۃ ایماني سے پہچان جاتے ہیں -

ایک دوسري حدیث میں ہے : ان لکل قوم فراسۃ ' و انما یعرفھا الاشراف - یہي وجہ ہے کہ اکثر کتب حدیث میں محدثین نے مثل دیگر

---

(۱) یعني مومن کي فراسۃ سے ڈرو ' کیونکہ وہ نور الہي کي بصارت سے دیکھتا ہے -

ناموران غزوۂ طرابلس

ابواب کے ایک خاص باب " فراسة " کا بھي قرار دیا ھے - چنانچه اس حدیث کي تخریج کو بھي میں (کنز العمال) کي (کتاب الفراسة) سے لکھه رھا ھوں - فمن شاء التفصیل ' فلیر جع الیه -

یه ایک نہایت وسیع مضموں ھے ' اگر لکھوں که حدیث زیر تخریج میں جس فراسة کا ذکر ھے ' اسکي حقیقت کیا ھے ؟ لیکن چونکه (خصائص مسلم) میں ایک خاص سرخي کے ساتھه بالتفصیل لکھه چکا ھوں جو عنقریب شائع ھونے والي ھے - اسلیے یہاں مزید اطناب کي ضرورت نہیں -

تاھم اتنا کہے بغیر نہیں رهسکتا که اس حدیث میں تو " بنور الله " کا لفظ ھے ' یعنے مومن الله کے نور سے دیکھتا ھے ' لیکن میرا عقیدہ یه ھے نه صرف دیکھنے ھي کي خصوصیت نہیں ' سچا مومن تو وہ ھے جو از سر تا پا نور الہي ھوجاے - لا ینظر الا بعینه ' والا یسمع الا بسمعه ' ولا یتکلم الا بلسانه -

انا من اھوی ' ومن اھوی انا
نحن روحان حللنا بدنا
فاذا ابصرتني ' ابصرته
و اذا ابصرته ' ابصرتنا

پنجاب کے نو مسلم ' جو لڑکیوں کو ترکه نہیں دیتے

شیخ بدر الدین صاحب از گجرا نوالہ

اس ملک میں بہت سے لوگ ھیں جنھوں نے تمام احکام شرع قبول کرلیے ھیں مگر قدیمي ھندوانه رسم و رواج کے اثر سے انہیں منظور نہیں کرتے که لڑکیوں کو ترکه دیں - شرعاً اونکي نسبت کیا حکم ھے ؟ اور ھملوگوں کو انکے ساتھه کیا سلوک کرنا چاھیے ؟

(الہلال) پنجاب کي خصوصیت نہیں ' بمبئي میں بھي جسقدر کچھي میمن اور اسماعیلي خوجے ھیں ' انمیں ابتک ھندو شریعت کا یه اثر باقي ھے اور وہ لڑکیوں کو شادي کے وقت بطور جہیز کچھه دیتے ھیں ' باقي ترکے میں انکا کوئي حصه نہیں - في الحقیقت یه ایک کھلا بقیۂ کفر اور صریح انکار شریعۃ اسلامیه ھے - شریعت عبارت ھے اُن تمام احکام کلي و جزئي اور اصولي و فروعي سے ' جو قرآن مجید میں بیان کیے گئے ' اور جنکو محمد الرسول الله صلی الله علیه وسلم نے بہ عرف وحي پیش کیا - پس احکام قرآني کے کسی ایک جزو کا انکار بھي ' اسکے کل کا انکار ھے ' اور ایسے شخص کو اپنے تئیں مسلمان کہنے کا حق حاصل نہیں ' - و احکام قرآني میں سے کسي جزئي یا فروعي حکم کا بھي منکر ھو -

پس لڑکیوں کا ترکه بنص صریح قرآني ثابت ھے (للذکر مثل حظ الانثیین) اور جو شخص یا قوم اس سے منکر ھے ' اسکا وھي حکم ھے جو حضرت ابو بکر کي انماز خلافت میں منکرین زکات کا تھا - انکي مثال اُن منافقین کي سي ھے ' جو کہتے تھے که :

نومن ببعض ونکفر ببعض ' و یریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا (۱۵ - ۱۴)	شریعت کے احکام میں سے چند باتوں کو مان لینگے اور چند باتوں سے انکار کردینگے - اسے پیغمبر یہه چاھتے ھیں که اسطرح اسلام و کفر کے درمیان کوئی تیسري راہ اختیار کریں -

ایسے ملک کے مسلمانوں کا اور علی الخصوص علما کا فرض ھے که جسقدر سعي انکي اصلاح اور اس حکم شریعت کے احیاء میں ھوسکے اس سے دریغ نه کریں ' ابتدا میں وسائل حسنه عمل میں لائیں ' باز نه آئیں تو کچھه مضائقه نہیں اگر مصلحۃً سختي اور درشتي سے بھي کام لیں ' اور ان کے ساتھه کھانا پینا ' اور شادي غمي کي شرکت بالکل بند کردیں - آجکل کے زمانے میں احیاء شریعت کے لیے سب سے بڑي ضرورت اسي شے کي ھے ' اور الحب في الله والبغض في الله اعظم بنیاد ایمان سے ھے -

یاد رکھنا چاھیے که موجودہ دور اسلام کے لیے انتہا درجے کي غربت کا دور ھے - اس وقت ھزار نمازوں اور روزوں سے بڑھکر عبادت یه ھے که شریعت کي کوئي ایک مٹتي ھوئي نشاني بھي زندہ کردي جاے - في الحقیقت یہه کم از جہاد في سبیل الله نہیں - زھے نصیب اُس بلند طالع کے ' جسکو احیاء شریعت کي توفیق بارگاہ الہي سے مرحمت فرمائي جاے !!

تعرف في وجوھهم نضرة النعیم

(۸۳ - ۲۳) (۱)

ایک پانزدہ ساله مجاھد شہید

علي نظمي افندي

رضي الله تعالی عنه

دنیا میں ھمیشه قوموں کي عزت صرف انکے چند افراد مخصوص پر منحصر رھي ھے - جن قوموں کي یاد کو آج زندہ سمجھا جاتا ھے ' في الحقیقت انکي زندگي کے یہي معنے ھیں که انکا کوئي فرد ھمیشه کیلیے زندہ ھے ' اور دست حوادث اُسکي موت پر قادر نہیں - اگر یه سچ ھے ' تو کیا وہ عثماني نسل کبھي مٹ سکتي ھے جس میں (علي نظمي افندي) کا وجود پیدا ھوا ' اور جو ابھي پندرہ گرمیوں کے دیکھنے سے پہلے ھي اپنے شرف و تقدس کا نقش صفحات عالم پر نقش کرگیا ؟ ؟

(۱) اھل جنت کي پہچان یه ھے که تم انکو دیکھو تو خوشحالي کي شگفتگي اُن کے چہروں سے ٹپک رھي ھو -

---

البطل العظیم ' صاحب المجد الخالد ' الشہید في سبیل الله علی نظمي افندي

— * —

یه تصویر ملائک جمال ' یه شبیه معصومیت و کمال ' یه تمثل تقدیس و احترام ' علي نظمي افندي ایک پانزدہ ساله عثماني مجاھد کي ھے ' جو اعلان جنگ کے وقت مکتب حربیه میں تعلیم حاصل کر رھا تھا - جنگ کي خبر سنتے ھي طرابلس جانے کیلیے طیار ھو گیا ' تین جوڑے کپڑوں کے اور آٹھه ترکي پاونڈ جو اپنے بعض دور کے عزیزوں سے لے کر جمع کیے تھے ' اپنے ساتھه لیے ' اور ھلال احمر کے دفتر میں جاکر کہا که مجکو اپنے آدمیوں کے ساتھه طرابلس بھیجدو - لوگوں نے جب اُسکي صورت معصوم دیکھي ' اُسکي عمر کو پوچھا ' اور پھر اسکے ارادے پر نظر ڈالي ' تو

کارزار طرابلس

بہت سے روئے ' اور بہتوں نے ہنسکر حقارت کی - بعضوں نے کہا کہ یہ بچپنے کی بے وقوفی ہے ' مگر بعضوں نے کہا کہ آسمانی معجزات کی نشانی ہے - عزیزوں کی نسبت پوچھا تو معلوم ہوا کہ یتیم ہے - ماں باپ مر چکے ہیں ' صرف ایک بے پروا چچا ہے ' جو اسکی خبرگیری کا فرض ادا کرتا ہے - جب پوچھا کہ طرابلس کیوں جاتے ہو ؟ تو اس نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کہ " خدا ' اسلام ' اور وطن کے نام پر " بعضوں نے جب آسے ڈرایا کہ وہاں تو گولیاں چلتی ہیں ' تو کہا کہ " میں وہاں جانے کے لیے بیقرار ہوں ' جہاں میری ماں ' میرا باپ ' اور ہم سب کا خدا ہوگا "

اسکے چچا کو جب یہ حال معلوم ہوا ' تو دوڑتا ہوا آیا ' اور چیخ اٹھا کہ یہ کیا بچپنے کی بے وقوفی ہے ؟ لیکن اس نے کہا کہ " خواب میں میری ماں آئی تھی ' اس نے خدا کی طرفسے حکم دیا ہے کہ اسکے ملک میں چلا جاؤں " اور اس نے بتلایا کہ خدا کا ملک طرابلس میں ہے "

نمبر (۱)

اٹالین ہوائی جہاز کو عرب بندوق کا نشانہ بنا رہے ہیں

جب اسکا چچا کسی طرح راضی نہوا ' تو مصلحۃً اس نے بھی خاموشی اختیار کرلی - لیکن ایک ہفتے کے بعد لوگوں کو معلوم ہوا کہ علی نظمی کا پتہ نہیں - تلاش و تجسس کے بعد اسکے کمرے سے صرف ایک خط اور پانچ گینیاں ملیں ' اور دوسرے ہی دن دارالخلافہ کے تمام اخباروں میں اس عجیب واقعے کا تذکرہ ہونے لگا -

ہفتوں پر ہفتے ' اور مہینوں پر مہینے گذرگئے ' لیکن اس پانزدہ سالہ مجاہد کا پتہ نہ تھا - یہاں تک کہ پانچ مہینے کے بعد (عزیزیہ) سے (عارف بک) نے اخبار (صباح) کے نام اس مضمون کا تار بھیجا :

" پندرہ برس کے علی نظمی کو اگر ہلال احمر کا دفتر نہ بھولا ہو ' تو براہ عنایت اسکو خبر دیدیجیے کہ وہ " اپنے باپ ' ماں ' اور اپنے خدا کے پاس پرسوں کے معرکے میں پہنچ گیا ' جس کے لیے وہ بہت بیقرار تھا "

ہم آئندہ نمبر میں اسکے خط کا ترجمہ شائع کرینگے ' جو اسکے کمرے سے نکلا تھا - کیونکہ اس وقت اسکے اور تذکرے کی طاقت اپنے دل

میں نہیں پاتا .... ملائکۂ رحمت کا ہجوم ' حوران بہشتی کا حلقہ ' اور تیرے خدائے محبوب کا آغوش محبت ' مبارک ہو تجکو اے علی نظمی ! اے چشم اسلام کے " قرۃ عین " ! اے جگر گوشۂ ملت مظلوم ! اے شہید معصوم ! اور اے وہ ' کہ قیامت کے دن دامن رحمۃ للعالمین سے لپٹ کر ' تیرا معصوم اور بھولا ' مگر زخموں کی کثرت سے خوں چکاں چہرہ عرصۂ قیامت میں ایک اور قیامت بپا کردیگا ! !

روزے کہ شود " اذا السماء انشقت " | واندم کہ بود " اذا النجوم انکدرت "
من دامن تو بگیرم اندر عرصات | گویم صنما ! " بای ذنب قتلت ؟ "

طرابلس میں اٹالین ہوائی جہاز

— * —

ہوائی جہازوں کی ایجاد کی تکمیل کے بعد جنگ طرابلس پہلی لڑائی ہے ' جسمیں اس ایجاد کے تجربے کا دنیا کو موقعہ ملا -

نمبر (۲)

اٹالین ہوائی جہاز سے چھپے ہوے رسالے پھینکے گئے ہیں اور عرب انکو اٹھا رہے ہیں

جب ایک فرانسیسی طیّار (۱) انگلش چینل کو طے کرکے فرانس سے برطانیہ پہنچ گیا تھا ' تو (ریویو اف ریویوز) میں ایک مضمون نگار نے سوال کیا تھا کہ " اگر ایک ہوائی جہاز کا مسافر اوپر سے ایک مشتعل گولا ڈائنامیٹ کا پھینکدے ' تو جزیرہ برطانیہ کے باشندوں کا کیا حال ہو ؟ "

لیکن اٹلی کے فوجی اعمال کے تجارب کے بعد شاید اب اس سوال میں تھوڑی سی تبدیلی کرکے یوں پوچھنا چاہیے کہ " اگر ایک متمدن حملہ آور قوم کا ہوائی جہاز مع اپنے ساز و سامان جنگ کے وحشی قبائل کی لشکرگاہ میں گرپڑے ' تو یہ اس پر فخر ایجاد کے احترام کے لیے کیسا افسوس ناک واقعہ ہوگا ؟ "

بقول مسٹر (میکلا) پہلا ہوائی جہاز ۱۰ اکتوبر کو طرابلس پہنچ گیا تھا ' کیونکہ اسکے اڑنے کا نظارہ اپنے ہوٹل کی چھت سے وہ عرصے تک دیکھتے رہے - اس جہاز سے سب سے پہلا کام یہ لیا کہ ایک عام اعلان کے بعد شہر کے تمام عربوں کو جمع کیا گیا اور

(۱) اجکل مصر میں ہوائی جہاز کو " طیارہ " اور اسکے چلانے والے اور اسمیں اڑنے والے کو طیار کہتے ہیں -

انکے سامنے اٹالي کمانڈر نے پوري حکمراني کے ساتھہ حکم دیا کہ اس اپني محیر العقول طاقت کي نمایش کي جاے اور اس طرح اس نئي اٹالین نوابادي کي دیسي خلقت کو دکھلا دیاجاے کہ انکے عظیم الشان فاتح کیسي طاقتیں اپنے قبضے میں رکھتے ہیں ؟

چنانچہ جہاز اڑا ' اور ہر اٹالي سپاہي نے اس بے تکلفانہ فخر اور بے تکان غرور کے ساتھہ تالیاں بجائیں ' گویا ان میں سے ہرفرد اس عجیب و غریب آلے کا اصلي موجد ہے ' اور قدرتي حق رکھتا ہے کہ اسکي کامیابیوں کے مناظر دي عزت کو اپني طرف منسوب کرکے جسقدر مغرورانہ شادماني کرسکتا ہے کرلے ! !

لیکن (بقول مسٹر میکلا) کے عربوں کا وہ وسیع حلقہ ' جو بڑے اصرار کے ساتھہ احاطے کے چاروں طرف جمع کیا گیا تھا ' اور جسمیں مرد عورت ' جوان اور بچے ' ہر طرح کے لوگ تھے ' پورے سکون او ر بے رغبتي سے جہاز کي پرواز کو دیکھتا رہا ' اور عین اسوقت ' جبکہ اٹالي شاید اسکے منتظر تھے کہ انکي ساحرانہ طاقت نمائي کو دیکھکر تمام وحشي دیسي انکے سامنے سر بسجود ہوجائیں گے ' ان کي زبانوں سے اگر کوئي صدا نکلي ' تو صرف یہ نکلي کہ " کیا پاک اور قدوس ہے ذات اسکي ' جس نے اس دنیا میں عجیب عجیب نظارے پیدا کیے ہیں " ! !

اسکے بعد یہ جہاز اندرون طرابلس میں عثماني کیمپوں کي حالت دیکھنے کے لیے بھیجا گیا ' لیکن کامل بارہ گھنٹے کي سیاحت کے بعد صرف یہ قیمتي معلومات لیکر آیا کہ " ریگستان اور کیمپ ' اور ان میں سرخ ٹوپیوں اور سفید چادر والے انسان متحرک نظر آتے ہیں " دسمبر میں دوسرا جہاز ایک مشاق جہاز راں کے ساتھہ پہنچا ' اور وہ اس سامان کے ساتھہ بھیجا گیا کہ جہاز کے ساتھہ ساتھہ نیچے ایک سوار بھي متعین کردیا ' تاکہ اوپر سے تمام حالات دیکھکر اور لکھکر نیچے پھینکتا رہے اور وہ دوسرے سواروں کي ڈاک کے ذریعے اٹالین کیمپ میں پہنچتے رہیں - لیکن پانچ گھنٹے کے بعد غریب سوار ہانپتا ہوا پہنچا ' اور یہ خبر لایا کہ " جہاز جوں ہي ایک عرب جماعت کے قریب پہنچا ' انھوں نے دیکھتے ہي بغیر کسي بد حواسي اور تعجب کے بندوقوں کا منھہ اسکي طرف کردیا ' اور پھر نہیں معلوم جہاز کس طرف غائب ہوگیا ؟ " (تصویر نمبر - ۱)

شام کو بیرون شہر کے ایک باغ میں دیکھا گیا کہ بیسویں صدي کي یہ سب سے بڑي ایجاد ' اٹالین خوش بختي کے ہاتھوں اوندھي پڑي ہے ' اور اپنے زخمي اور بے ہوش مالک کو اپنے آغوش میں اس طرح چھپا لیا ہے ' کہ کہیں اسکا پتہ نہیں ! !

حال میں ایک مشہور انگریزي اخبار نے اپنے خریداروں سے دریافت کیا تھا ' کہ موجودہ دور کي سب بڑي ایجاد کونسي ہے ؟ اسپر جو رائیں وصول ہوئیں ' ان میں سب سے زیادہ رائیں ہوائي جہاز کے حق میں تھیں - لیکن اگر وہ راے دینے والے اس " سب سے بڑي ایجاد " کا یہ اٹالین تجربہ دیکھتے ' تو شاید انکو فوراً لکھدینا پڑتا کہ " ہماري رائیں واپس کردي جائیں "

دوسرا عظیم الشان کام جو طرابلس میں ہوائي جہازوں سے لیا گیا ' ان مطبوعہ تحریروں کي تقسیم تھي ' جن میں اہل عرب کو ترکوں سے بدگمان کرنے کے لیے طرح طرح کے وسائل مکر و فریب سے کام لیا گیا تھا ' (دیکھو تصویر نمبر ۲ -) - کئي کئي ہزار کاپیاں ان تحریروں کي لیکر بہادر طیار جہازوں میں روانہ ہوجاتے ' اور جہاں عربوں کو دیکھتے ' اوپر سے پھینکنا شروع کردیتے - لیکن یہ کام بھي انسے زیادہ عرصے تک نہ لیا جاسکا کیونکہ اگرچہ عرب ان کاغذوں اور رسالوں کو لینے کیلیے زمین کي طرف جھک جاتے تھے ' تو چند عربوں کي بندوقوں کي نالیاں اوپر کي طرف رخ بھي کردیتي تھیں -

کیپٹن مویزو کي سرگذشت

• — * —

اسي سلسلے میں سب سے زیادہ دلچسپ واقعہ ایک مشاق اٹالین طیار (کیپٹن مویزو) کا ہے ' جسکي سرگذشت مصر کي نئي ڈاک میں شائع ہوئي ہے -

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ۱۳ ستمبر کو (ریوٹر) نے خبر دي تھي کہ " کیپٹن مویزو جس وقت اپنا ہوائي جہاز (زوارہ) سے اڑاتا ہوا طرابلس جا رہا تھا ' بد قسمتي سے عربي کیمپ میں گرگیا "

یہ عجیب بات ہے کہ اپني عادت مستمرہ کے خلاف روما میں یہ خبر نہیں چھپائي گئي - چنانچہ ایک مشہور اطالي اخبار (جرنل دي اٹالیا) میں اسکے نامہ نگار مقیم طرابلس نے جو چٹھي شائع کرائي ہے ' اسکا مضمون حسب ذیل ہے :

" کیپٹن مویزو زوارہ کے عثماني کیمپوں کي دیکھہ بھال کے لیے نکلا تھا ' لیکن یکایک جہاز چلنے سے بیکار ہوگیا ' اور عثماني کیمپ کے قریب عربوں کے ایک گروہ کے سامنے گرگیا - کپتان کے ساتھہ ایک چھہ نالي کي بندوق بھي تھي - غنیمت ہے کہ کوئي خطرناک چوٹ نہیں آئي اور اس نے بلا تامل اپنے تئیں عربوں کے حوالے کردیا - عربوں نے جسي وقت چند آدمي اسکے ساتھہ کردیے اور (عزیزیہ) کمانڈر (فتحي بک) کے پاس بھیجدیا - کمانڈر ممدوح کپتان کے ساتھہ نہایت لطف و خلق سے پیش آئے ' اور دیر تک فرانسیسي زبان میں گفتگو کرتے رہے -

کپتان نے کہا کہ " وطن میں صرف میري ایک عزیز بہن ہے ' اور وہ اخباروں میں میري گم شدگي کي خبر پڑھکر نہایت پریشان ہوگي "

(فتحي بک) نے بخوشي اجازت دي کہ فوراً تار کے ذریعے اپني خیریت اور سلامتي سے اپني بہن کو نیز اٹالي کیمپ کو اطلاع دیدے "

چنانچہ اس کي تصدیق اخبار (طان) کے بیان سے بھي ہوتي ہے ' جو لکھتا ہے کہ کیپٹن مویزو کا ایک تار مقام (دہیبات) سے اسکي بہن کے نام پہنچا ہے جسمیں لکھا ہے ' کہ میري گرفتاري کي وجہ سے پریشان نہونا - میري صحت بہت اچھي ہے - اس واقعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ عربوں اور ترکوں کا سلوک دشمنوں کے ساتھ کس درجہ شریفانہ ہے ' حالانکہ اٹالین کیمپ کا یہ حال ہے کہ عثماني کیمپ سے جب کبھي پیغامات لیکر قاصد آئے ہیں ' تو دنیا بھر کے مسلم قانون تہذیب کے خلاف انکو قید کرنے یا قتل کرنے کي کوشش کي ہے -

ایک بہت بڑا فائدہ کپتین مویزو کے جہاز کي گرفتاري سے ترکوں کو یہ ہوا کہ اب وہ بھي اس صفت کے جہاز سے دشمن کے مقابلے میں کام لے سکتے ہیں - عربوں نے دشمنوں کا گولا بارود چھینکر خود انھي کے مقابلہ میں خرچ کیا تھا ' لیکن ہوائي جہاز انکي دسترس سے باہر تھا ' خدا نے کہا کہ وہ بھي میں اپني قدرت کاملہ سے تمھیں دلا دیتا ہوں ! و اللہ ولي الصابرین -

---

عربی
فارسی اور اردو ٹائپ کی
اعلیٰ ترین چھپائی کیلیے
[illegible]
مستعد
ہے

جنگ ترکي و يورپ

— * —

بالاخر لڑائي شروع هوگئي ' و الخير في ما وقع - اس وقت تک جسقدر خبريں آئي هيں اضطراب سے خالي نهيں ' مقام (بيرن) پر مانٹي نگرو کو ' اور سگو چگ اور (يوني کف) پر بلغاريا کو شکست هوئي ' اسي طرح ۱۲ - کو ترکوں نے مقام (توزي) پر بهي فتح پائي -

ترکوں نے حملے شروع کرديے هيں ' مگر مانٹي نگرو بهي اپني ابتدائي فتوحات کي خبريں تقسيم کررها هے - چنانچه ۱۰ - کي تار برقي ميں ظاهر کيا گيا هے که قلعه (تچچ) پر قبضه کر ليا گيا - اور پهر آج کي خبر هے که (توزي) نامي ايک مقام ميں بهي شاندار فتح مندي کے ساتهه هم داخل هوگئے ' اور اس بيان کرده فتح کو يهاں تک وسيع کيا گيا هے که شاه مانٹي نگرو کے لڑکے نے اپنے مکتب

اتلي نے ساحل طرابلس سے اندرون طرابلس کي طرف ريلوے لائن بنـاني شروع کی تهی ' مگر کچهه تو عربوں نے اکهاڑ ڈالی اور کچهه حصه ناتمام چهوڑ ديا گيا

نے لڑکوں کو دس هزار ترکوں کي گرفتاري کي خوشخبري بهي بهيجدي هے !

قسطنطنيه ميں ايک حشر جهد و مستعدي بپا هے - طلبا کي جماعتيں باب عالي کي کهڑکياں توڑ رهي هيں که جنگ پوري قوت کے ساتهه جاري رهے - عورتوں نے اخباروں ميں مضامين لکهے هيں که همیں بهي ميدان جنگ ميں زخميوں کي خدمت کا موقعه ديا جاے - حضرت سلطان المعظم کے بهائي ' اور سلطان عبد الحميد کے صاحبزادے عبد الرحيم بهي مجاهدين ميں شامل هوگئے هيں - جنگي طياریاں پوري سرعت کے ساتهه جاري هيں - ميدان جنگ کي طرف فوجي روانگي کي روز انه تعداد بيس هزار هے ' اور ابتک چار لاکهه فوج وهاں جمع هو چکي هوگي - درل کي ياد داشت کا باب عالي

نے جواب ديديا که اصلاحات ميں کسي دوسري حکومت کي مداخلت منظور نهيں -

بلقاني کا نفيڈريسي کي ياد داشت اور يونان کے الٹي ميٹم کي نسبت باب عالي نے فيصله کرليا هے که کوئي جواب نه ديا جاے عثماني وکلا متعينه بلغراد و سوفيا کو هدايتيں بهيجدي گئي هيں که چونکه ان ياد داشتوں ميں ترکي شهنشاهي کا پورا پورا احترام نهيں کيا گيا هے ' لهذا جواب کي مستحق نهيں ' اور تمام وکلا کو فوراً دار الخلافت کا رخ کرنا چاهيے ' - کريت نے کهلم کهلا يوناني پارليمنٹ کي شرکت کا اعلان کرديا هے - يونان نے بهي اسکو علانيه منظور کر ليا اور يه ضرور هونا تها -

کريت کے عيسائيوں نے اسکا بهي اعلان کرديا هے که هم ۸۰۰۰ مسلح باشندگان کريت سے يونان کي مدد کرنے کے ليے طيار هيں -

عثماني سفارت خانے کا پورا اسٹاف ايتهنس سے روانه هوگيا -

مگر قسطنطنيه ميں يوناني سفارت خانه ابهي موجود هے

هر هائينس سر آغا خاں نے (ماسکو) سے لندن کي برٹش هلال احمر فنڈ کے ليے دو هزار پاونڈ روانه کيے هيں ' نيز لکها هے که " سر دست هندوستان کے مسلمان اپنے تمام کاموں ' حتى علي گڈه يونيورسٹي کے مسئلے کو بهي الگ اٹها کر رکهديں ' تاکه عثماني مصائب کے انسداد کے ليے تمام کوششيں جمع کي جا سکيں " جزاهم الله تعالى -

هم نهايت خوش هيں که هر هائينس نے اس موقعه پر قابل تعريف غيرت ملي سے کام ليا - اور جو بات سچ اور حقيقت واقعي هے اسکے کهنے ميں دريغ نهيں کيا - کاش اس وقت بهي ' جبکه ملت کي فريادوں کي چيخيں آرهي تهيں ' يونيورسٹي کا نقاره بجا کر لوگوں کو انکي طرف سے بے پروا نه کرديا هوتا -

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at the Hilal Electrical Printing Works, 71, McLeod Street, Calcutta

الهلال

روزانه

—:—

جو هفته وار الهلال كي صوري و معنوي خصوصيات
کے ساتھہ عنقریب شائع هوگا

—*—

هر مقام پر ایجنٹونکي ضرورت ہے
جنکو غیرمعمولي کمیشن دیا جاے گا - درخواستیں بہت
جلد آنا چاهئیں -

—*—

هذا بیان للناس ، و هدی و موعظة للمتقین
(۳ : ۱۳۲)

البیان

—*—

دفتر الهلال کا ماهوار رساله

جسکا اصلي موضوع یه هوگا که قرآن کریم اور اسکے متعلق تمام علوم و معارف پر
تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراهم کرے ' اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کي
کوشش کرے ' جنکي وجه سے موجودہ طبقه روز بروز قرآن کریم کي تعلیمات سے
نا اشنا هوتا جاتا ہے لیکن ساتھہ هي تقریباً آٹھہ ابواب اور بھي هونگے جنکے
نیچے مختلف موضوع و بحث کے علمي و مذهبي مضامین شائع کیے
جائیں گے - ضخامت ' وضع و قطع ' اور حسن طبع و حروف کي
نسبت اسقدر کہدینا کافي ہے که انشاء الله الهلال کي طرح
وہ بھي اُردو پریس میں پہلا ماهوار میگزین هوگا
و ما توفیقي الا بالله علیه توکلت